جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ کا دینی علمی ادبی اور اصلاحی ترجمان

ماہنامہ

صدائے حق گنگوہ

دسمبر ۲۰۲۴ء

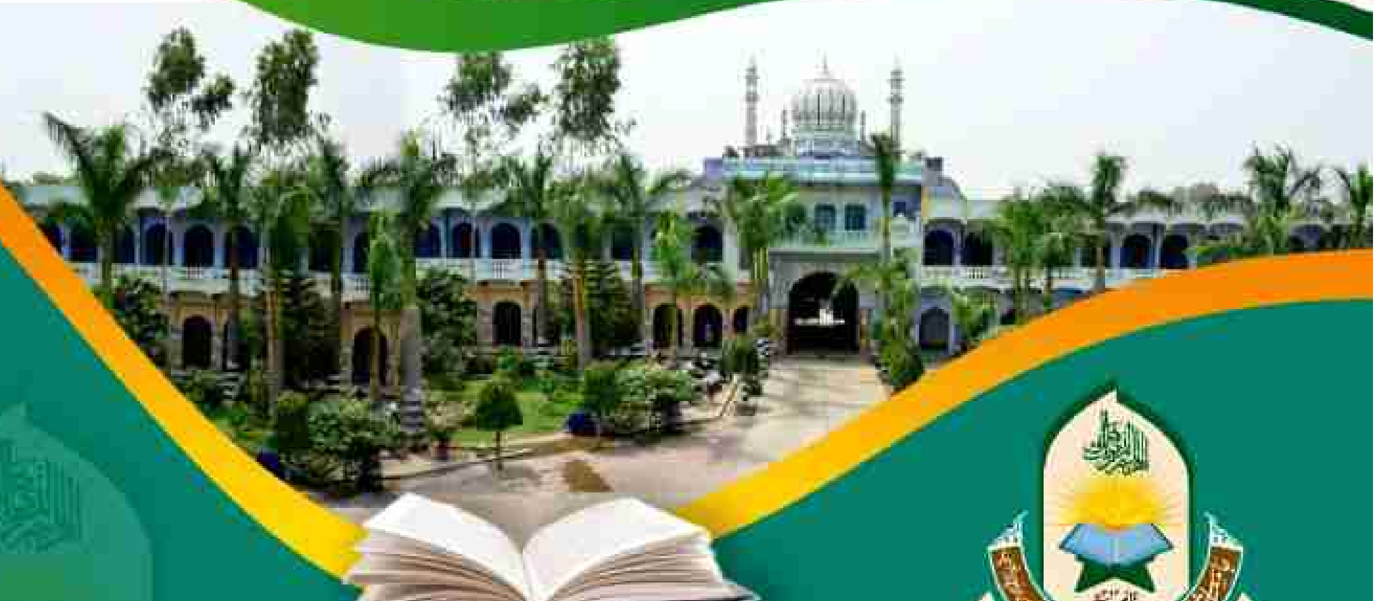

JAMIA ASHRAFUL ULOOM RASHEEDI, GANGOH
DIST. SAHARANPUR (U.P.) INDIA

بیادگار: شریف الامت حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ

جلد: ٦
شمارہ: ١٢

ماہنامہ صدائے حق گنگوہ

جمادی الاولیٰ ١٤٤٦ھ
دسمبر ٢٠٢٤ء

مجلس سرپرستان
شیخ طریقت حضرت مولانا شاہ قمر الزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم
حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مدظلہ مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

مدیر مسئول
حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب گنگوہی نقشبندی دامت برکاتہم

مدیر انتظامی
مولانا قاری عبید الرحمٰن صاحب قاسمی

مدیر تحریر
مولانا مفتی محمد ساجد صاحب کھجناوری

مجلس مشاورت
حضرت مولانا محمد سلمان صاحب مدظلہ (استاذ حدیث جامعہ ہذا)
مولانا مفتی محمد حذیفہ صاحب مکی (استاذ حدیث جامعہ ہذا)

زرتعاون

فی شمارہ ٢٥/روپے	بیرون ملک .... ١٥/امریکی ڈالر
سالانہ ٢٥٠/روپے	سارک ممالک ٢٠٠٠/روپے
	لائف ممبر ٥٠٠٠/روپے

خط و کتابت و ترسیل و زر کا پتہ

ماہنامہ صدائے حق جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ ضلع سہارنپور (یوپی) انڈیا

MONTHLY SADA-E-HAQ GANGOH
JAMIA ASHRAFUL ULOOM RASHEEDI, GANGOH
Distt, Saharanpur (U.P.) India, Pin 247341
E-mail: sadaehaque313@gmail.com

آئینۂ مضامین

کالم	عناوین	مضمون نگار	صفحہ
اداریہ	غالب رکھیو! اس تلخ نوائی میں معاف	محمد ساجد کُھجناوری	۳
صدائے قرآن	ایمان والوں کی صفاتِ حسنہ	مولانا مفتی محمد حذیفہ مکی	۶
صدائے حدیث	تین کاموں میں تاخیر مت کیجئے	مرغوب الحق گنگوی	۹
شخصیات	جاتے جاتے چھوڑ جاؤ اپنی یادوں کے نقوش	مولانا مفتی رحمت اللہ نیپالی	۱۲
مضامین	صراطِ عزیز وحمید کیا ہے؟	حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ نقشبندی	۱۷
	انسانیت کے لئے نافع بنئے!	حضرت مولانا مفتی ابوجندل قاسمی	۲۰
	اسلام میں طلاق کا قانون......	مولانا شمشاد احمد مظاہری	۲۳
	امام بخاریؒ امام دارمیؒ کی نظر میں	ابوحذیفہ رشیدی	۲۷
	رزقِ حلال کی محنت......	مولانا مفتی محمد احسان رشیدی	۳۰
	حالات یوں ہی نہیں آتے......	مولانا ڈاکٹر محمد طارق ایوبی	۳۳
	شیخ طریقت خواجہ بہاء الدین نقشبندیؒ	حضرت مولانا محبوب احمد قمر الزماں الٰہ آبادی	۳۵
خطبات	صبر وشکر اور اصلاحِ نفس کی اہمیت	حافظ اکرام الحسن کاندھلوی	۳۷
منتخبات	مسائل وفتاویٰ	ادارہ	۴۱
رودادِ چمن	جامعہ اشرف العلوم رشیدی کی ڈائری	ابوفیصل کھجناوری	۴۴
جہانِ کتب	تصنیفات وتالیفات	حضرت ناظم صاحب دامت برکاتہم	۴۸

پرنٹر وپبلشر مدیر (مولانا) خالد سیف اللہ (صاحب) نے راجن پرنٹرس ہاؤس نمبر:26 نئر نامدیو اسکول رادھاوہار کالونی سہارنپور سے طبع کراکر دفتر "صدائے حق" جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ سے شائع کیا۔ (کمپیوٹر کمپیوزنگ) محمد دلشاد رشیدی موبائل:9358199948

اداریہ

غالب رکھیو، اس تلخ نوائی میں معاف

محمد ساجد کھجناوری

دہلی کے ایک کثیر الاشاعت اردو روز نامہ ''انقلاب'' کی اشاعت میں دوران مطالعہ نگاہیں دفعتاً ایک خبر پر جم گئیں جس کی سرخی تھی ''ڈی جے بجائے جانے پر شہرامام نے نکاح پڑھانے سے کیا انکار'' خبر کی تفصیلات دیکھنے سے پتہ چلا کہ وہ ہمارے صوبہ اتر پردیش کے ایک نام ور ضلع کے قصبہ کا واقعہ ہے جہاں بڑی دھوم دھام سے بارات کی آمد ہوئی اور پھر ڈی جے بجانے کے ساتھ ساتھ وہ تمام منکرات روبہ عمل آئے جس کی کم از کم مہذب اسلامی معاشرہ میں کوئی جگہ نہیں، اس ناگفتہ بہ کیفیت سے دل برداشتہ ہوکر شہرامام نے بھی مذکورہ تقریب کا نہ صرف بائیکاٹ کیا بلکہ نکاح پڑھانے سے بھی صاف انکار کر دیا، خبر کے مطابق شہرامام کے اس بروقت اور موزوں فیصلہ سے چاروں طرف کھلبلی مچ گئی اور امام صاحب سے نکاح پڑھوانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی لیکن وہ اپنے جائز فیصلہ پر اٹل رہے، تب جاکر کسی دوسرے امام کو لایا گیا اور اس نے ایجاب وقبول کرایا۔

باخبر قارئین جانتے ہیں کہ آج ہمارے معاشرہ کی تقریباً یہی افسوس ناک صورت حال ہے جس نے شادی بیاہ جیسے خالص دینی فریضہ کو بھی بے جا رسومات کی جکڑ بندیوں میں گم کر دیا ہے، عام مسلم گھرانوں کی باتیں تو کجا؟ اچھے خاصے دیندار بلکہ تقویٰ وپارسائی کا ڈھنڈھورا پیٹنے والے اصحاب جبہ ودستار بھی ایسے مواقع پر خدا فراموشی کر بیٹھتے ہیں، اپنے فرائضِ منصبی سے آنکھیں موند لیتے ہیں، نتیجتاً یہ رسومات ختم ہونے کی بجائے استنادی روپ دھار لیتی ہیں اور معاشرتی نظام صالحیت سے عاری سا دکھائی دیتا ہے۔

اسلام دین فطرت ہے اس آسمانی مذہب کا دامن تمام خوبیوں سے مالا مال ہے اس نے خلق خدا کی ہدایت کیلئے ایسے رہنما اصول بیان کر دئے ہیں جن کی رعایت ہر فرد بشر کو کامیابی کی شاہ کلید سے ہم عناں کر سکتی ہے، یہی وجہ ہے کہ خوشی کا موقعہ ہو ہو یا غمی کا، انفرادی معاملہ ہو یا اجتماعی، امیر ہو یا غریب، عورت ہو یا مرد، غرضیکہ ہر ایک کو معروف کے کرنے اور منکر سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے، یعنی بے لگام کسی کو نہیں چھوڑا بلکہ ہر شخص حسبِ استطاعت ذمے دار ہے كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ جیسا فرمانِ نبویؐ ہمارے سامنے ہے کہ تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر نگراں سے اس کی رعایا اور ماتحتوں کے بارے میں باز پرس ہوگی۔

آج جبکہ ہر سمت ظَهَرَ الْفَسَادُ فِيْ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا کھلا مشاہدہ ہو رہا ہے، ہر ایک نے خواہشات ونفسانیت کے بت تراش لئے ہیں، بے جا رسومات ہمارے معاشرتی نظام کی خوبیوں کو دیمک کی طرح چاٹ رہی ہیں، شرک وبدعت کی دلدل میں ہمارے اپنے بھی دھنستے چلے جا رہے ہیں، صدق وصفا، عفت وپاکدامنی، اکل حلال اور صدق مقال کے اپنانے میں ہمیں گھاٹے کا سودا لگتا ہے، اپنے بھائی کی ناموس پر حملہ سے ہماری باچھیں کھل جاتی ہیں، اس کی پگڑی اچھالنے سے ہمارا خون سوا سیر ہو جاتا ہے، بیاہ شادیوں میں بے جا خرچ بلکہ اسراف وتبذیر جب ہمارا شیوہ بن جاتا ہے تو پھر خدائی فیصلے بھی کچھ اور ہی لکھے جاتے ہیں، رحمت خداوندی ہم سے روٹھ روٹھ جاتی ہے، پھلوں کی چاشنی تک باقی نہیں رہتی، پھولوں کی مہک رخصت ہو جاتی ہے اور قلب وروح کو اطمینان نہیں ملتا محبت کے رشتے باقی نہیں رہتے اور پھر خداوندی انعامات بھی ہمارے نصیبے میں نہیں لکھے جاتے۔

اسی لئے ضرورت ہے بیدار ہونے کی، ہوش کے ناخن لینے کی، اپنی اپنی ذمے داریوں کو محسوس کرنے کی، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی، سنن کو زندہ کرنے اور بدعات کو ختم کرنے کی، یہی دعوت بھی ہے تحریک بھی ہے اور متاعِ کارواں بھی، اسی طرح یہ بھی ذہن نشین رہے کہ فاطر کائنات نے اس روئے زمین پر جو سب سے مقدس انسان اپنے بندوں کی رہبری کیلئے مبعوث فرمائے ان میں سب سے بزرگ وبرتر حضرات انبیاء علیہم السلام ہیں، رب قدیر کے برگزیدہ یہ اصحاب عزیمت لوگ اگر چہ قیامت تک کیلئے اب محوخواب ہیں لیکن ان کے خدائی مشن امر بالمعروف اور نہیں عن المنکر کو جاری وساری رکھنے کیلئے انہیں کے وارث حضراتِ علماء نسلاً بعد نسلٍ موجود ہیں، جن کی صلاح وصالحیت پر پورا معاشرتی نظام قائم ودائم ہے، ایسے میں یہ علماء امت ہی کشتئ انسانیت کو ساحل مراد تک لیجا سکتے ہیں، یہی دین کے داعی ہیں اور انہیں کے دم سے تصویر کائنات میں رنگ ہے۔

خود زبان نبوت سے ان کے جانشینِ انبیاء ہونے کی صراحت موجود ہے، روایت ناطق ہے "**العلماء ورثة الانبياء وان الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهماً انما ورثوا العلم فمن اخذه اخذ بحظ وافر**" او کمال **قال عليه السلام** ۔ کہ علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور انبیاء کرام دینار ودرہم کی وراثت نہیں بانٹتے، وہ تو علم کا وارث بناتے ہیں لہٰذا جس نے علم الٰہی حاصل کیا تو اس نے بہت بڑا حصہ پالیا، اسی طرح ایک دوسرے موقع پر ارشاد نبوی ﷺ ہے "**العلماء مصابيح هذه الامة**" یعنی حقیقی علماء اس امت کے چراغ ہیں، تو جس طرح چراغوں کا مقصد روشنی بکھیرنا اور تاریکیوں کو کافور کر دینا ہے حضراتِ علماء کو بھی امت کے تئیں جواب دہ ہونا پڑے گا، انہیں

موافق ومخالف ماحول میں صراطِ مستقیم کی دعوت دینا ہوگی جس کی وضاحت بھی انہیں کیلئے سزاوار ہے۔

آج اگر ہمارے سماج اور معاشرہ میں قرآن وسنت کا عملی انحراف دیکھنے میں آرہا ہے تو اس کے سدباب کیلئے بھی مخلصین کو سوچنا ہوگا اور یہ بھاری بھرکم ذمے داری کسی ایک شخص یا خاندان، کسی ادارہ یا کسی ایک جماعت کی نہیں بلکہ اجتماعیت کے ساتھ حسب استطاعت ہر فرد بشر کی ہے جس میں باہمی تعاون وتبادلہ اور صلاح ومشورہ محمود نتائج کا ضامن ہوسکتا ہے، خرابئ بسیار کے باوجود یہ بھی ایک سچائی ہے کہ ہندوستان میں کم از کم عوام الناس آج بھی بحمداللہ اپنے علماء سے مربوط ہیں اور وہ ان کے اشاروں پر دین کی خاطر آج بھی تن من دھن کی بازی لگادینے پر فخر محسوس کرتے ہیں، چنانچہ عہد حاضر کے مشہور فقیہ اور عالم ربانی حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ نے چند سال پیشتر اپنے دورۂ ہند کے درمیان شہر بنگلور میں ہزاروں افراد کے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے اس حقیقت کا اظہار فرمایا تھا کہ ''ہندوستان کے مسلمان اسلامی تہذیب وثقافت اور اپنے اقدار کے تحفظ کیلئے قابل قدر کوششیں کررہے ہیں اور اس میں بڑی حد تک کامیاب بھی ہیں، یہاں عوام اور علماء کا رشتہ بھی اطمینان کی حد تک موجود ہے اور یہی چیز ہندوستان کے مسلمانوں کے امتیازات کا حصہ ہے''۔

اس لئے ضرورت ہے کہ آج پھر عہد موجود کے دینی دعوتی اور معاشرتی تقاضوں کو محسوس کریں، ہم اپنے خول سے ذرا باہر جھانک کر دیکھیں، امت کے دکھ درد کو سمجھ کر اس کے مداوے کی دامے درمے قدمے سخنے دینی جدوجہد جاری رکھیں، زبان سے، قلم سے، دعوت وارشاد سے، درس وتدریس سے برائیوں کا استیصال کریں اور اپنے خیر امت ہونے کا فرضِ منصب نبھائیں۔

☆☆☆

فارم IV (رول نمبر ۸)

بنام رسالہ: ''صدائے حق گنگوہ''

نام پریس:	راجن پرنٹرس	نام پبلیشر:	خالد سیف اللہ
مقام اشاعت:	جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ	قومیت:	ہندوستانی
وقفۂ اشاعت:	ماہانہ	پتہ:	جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ
نام پرنٹر:	خالد سیف اللہ	ایڈیٹر:	خالد سیف اللہ
قومیت:	ہندوستانی	قومیت:	ہندوستانی
پتہ:	جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ	پتہ:	جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

نام وپتہ مالک رسالہ: جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ۔

میں خالد سیف اللہ تصدیق کرتا ہوں کہ جو معلومات اوپر دی گئی ہیں وہ میرے علم ویقین میں صحیح ہیں

خالد سیف اللہ گنگوہی

صدائے قرآن

گذشتہ سے پیوستہ

ایمان والوں کی صفات حسنہ

مولانا مفتی محمد حذیفہ مکی
مدرس حدیث جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

خوفِ خدا

پھر ایمان والوں کی ایک صفت یہ مذکور ہوئی کہ وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب سے خائف رہتے ہیں، خوف خدا ہر ایک پر فرض ہے اور خوف خداوندی ان منازل قرب میں سے ہے جو عظیم ترین ہیں۔

خوف وخشیتِ الٰہی

اور قلب مؤمن کیلئے انفع شی ہے جس دل میں خدا کا خوف نہ ہو وہ بے کار ہے کیونکہ خوف الٰہی معرفت الٰہی کے سبب سے ہے جس قدر جس کو رب تعالیٰ کی معرفت سے حصہ ہوگا اس کا خوف اسی قدر زیادہ ہوگا (کذفی الاربعین للغزالی ص:۸۹)۔

چنانچہ رسول پاک ﷺ نے اپنی حالت یہ کہہ کر بیان فرمادی انا اعلمکم بالله واخشاکم لله کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ پاک کا علم ومعرفت رکھنے والا ہوں سورۂ انبیاء میں ہے وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ ٥ ترجمہ: اور ہمارے سامنے خشوع سے رہتے تھے۔ غایت درجہ خدا تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے تھا جملہ انبیاءؑ کے واقعات میں یہ وصف بہت زیادہ نمایاں نظر آتا ہے قرآن کریم میں ذکر کردہ واقعات اس پر شاہد ہیں، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

اَلَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا (سورۂ احزاب آیت:۳۹)۔

جو اللہ کے پیغاموں کو پہنچاتے ہیں اور اللہ سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور اللہ کافی ہے حساب لینے والا۔

حضرت یحییٰؑ اس قدر زیادہ خوف رکھنے والے تھے ہنسنے کا نام ہی نہ تھا، حضرت عیسیٰؑ ہنستے بھی تھے،

دونوں پیغمبروں میں مناظرہ ہوگیا کہ آپ اتنا روتے ہیں انہوں نے کہا آپ اتنا ہنستے ہیں دونوں نے اپنے اپنے دلائل پیش کئے، ایک پیغمبر پر خدا کے خوف کا غلبہ تھا دوسرے پر رحمت الٰہی کا، اللہ پاک نے فیصلہ فرمایا کہ اے یحییٰ تم تھوڑے ہنسا بھی کرو، اے عیسیٰؑ تم تھوڑے رویا بھی کرو۔

امام غزالیؒ الاربعین میں خوف خدا کی فضیلت میں لکھتے ہیں کہ اللہ پاک نے اپنے سے ڈرنے والوں کیلئے ہدایت، رحمت، علم، اور اپنی رضامندی کا اعلان فرمایا ہے، چنانچہ ایک جگہ فرمایا ہے **هُدًی وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ** o(سورۂ اعراف آیت:۱۵۴) ترجمہ: ہدایت اور رحمت ہے ان کے واسطے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ کہیں فرمایا **انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء** o ترجمہ: اسی طرح اللہ سے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ کہیں فرمایا: **رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ** (سورة البينة آیت:۸) ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان سے خوش رہیں گے اور وہ اللہ سے خوش رہیں گے یہ اس شخص کیلئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔ کہیں فرمایا **وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ** o(سورۂ رحمٰن آیت:۴۶) ترجمہ: جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرتا ہے اس کیلئے دو باغ ہیں۔ کہیں فرمایا: **وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى** o(سورة النزعات آیت:۴۰) ترجمہ: اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو خواہش سے روکا بلاشبہ جنت ہے ٹھکانا۔ کہیں فرمایا: **وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى وَهُوَ يَخْشٰى o فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى o كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ o فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ** o(سورۂ عبس آیت:۸ تا ۱۲) ترجمہ: اور جو شخص آپ کے پاس دوڑتا ہوا آتا ہے اور وہ ڈرتا ہے سو آپ اس کی طرف سے بے توجہی برتتے ہیں ہرگز ایسا نہ کیجئے بیشک یہ قرآن نصیحت کی چیز ہے سو جس کا جی چاہے اس کو قبول کرلے۔ کہیں فرمایا **يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ** o(سورۂ نور) ترجمہ: وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔ کہیں فرمایا **اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ** o(سورۂ ملک) ترجمہ: بلاشبہ جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کیلئے مغفرت ہے اور بڑا اجر ہے۔ **اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ** o (سورۂ یٰس آیت:۱۱) ترجمہ: آپ اسی شخص کو ڈراسکتے ہیں جو نصیحت کا اتباع کرے اور بن دیکھے رحمٰن سے ڈرے سو آپ اسے مغفرت کی اور اجر کریم کی خوشخبری سنادیجئے۔ کہیں فرمایا: **اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ** o(سورة الحدید آیت:۱۶) ترجمہ: کیا ایمان والوں کیلئے اس کا وقت نہیں آیا کہ ان

کے دل اللہ کے ذکر کے لئے اور جو دین حق نازل ہوا ہے اس کے سامنے جھک جائیں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں اس سے پہلے کتاب دی گئی پھر ان پر زمانہ دراز گزر گیا سو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے بہت سے فاسق تھے۔ یہ جملہ ارشاداتِ الٰہیہ خوف خداوندی کی اہمیت اور فضیلت پر واضح دلیل ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رأس الحکمة مخافة اللّٰہ (مسند الشہاب رقم:۱۱۲) نیز فرمایا جو اللہ پاک سے ڈرتا ہے اس سے ہر چیز ڈرتی ہے اور جو اللہ پاک سے نہیں ڈرتا اللہ پاک اس کو ہر چیز سے ڈراتا ہے، نیز فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ پاک اپنے بندے پر دو خوف جمع نہ کریں گے اور دو امن، جو دنیا میں اللہ پاک سے ڈرتا رہا ہوگا بروز قیامت اس کو آخرت میں خوف نہ ہوگا (اربعین رص:۸۹)۔

نیز جو دنیا میں روتا ہوگا جنت میں ہنستا ہوا داخل ہوگا اور جو یہاں مزے کرتا ہوگا وہ وہاں روئے گا خدا کی پناہ، اس لئے اولیاء پر گریہ وزاری کی کیفیت رہتی تھی وہ قیامت کی ہولناکیوں کا استحضار رکھتے ہیں اور اللہ پاک کے عذاب وعقاب سے ڈرتے ہیں ہمارے جملہ اکابر پر یہ وصف غالب ہے، حضرت عمر بن عبدالعزیز پر خوفِ خداوندی کی کیفیت کا یہ حال تھا کہ گھر ماتم کدہ معلوم ہوتا ہے آخرت کا اسقدر استحضار تھا۔

خوف خداوندی کے حصول کا طریقہ

امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ اللہ پاک کی معرفت سے خوف پیدا ہوتا ہے جس شخص کو جلال الٰہی کا جس درجہ استحضار ہوگا اور اس کی صفت استغنا کا اس کو اسی قدر خوف الٰہی حاصل ہوگا اور جو شخص اس مقام سے عاجز ہو تو اس کو چاہئے کہ اللہ پاک سے ڈرنے والوں کو دیکھے اور ان کے احوال کا مشاہدہ کرے اور سنے اور فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ ڈرنے والے اللہ کی مخلوق میں انبیاءؑ ہیں پھر اولیاء اللہ پھر علماء ربانیین اور ارباب بصیرت ہیں اور سب سے زیادہ بےخوف غافل وہ اغنیاء ہوتے ہیں جن کی نظر خاتمہ اور انجام پر نہیں ہوتی اور نہ جلال الٰہی پر ہوتی ہے، جیسا کہ ایک چھوٹا بچہ نہیں ڈرتا جبکہ وہ اپنے والد کو اس سے ڈرتا اور بچتا نہ دیکھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بھی جبرئیلؑ میرے پاس آئے تو خدا تعالیٰ کے خوف سے کانپتے ہوئے آئے اور جب ابلیس پر نافرمانی کی یہ کیفیت جو ظاہر ہوئی وہ ظاہر ہوئی تو حضرت جبرئیلؑ ومیکائیلؑ رونے لگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیوں روتے ہو؟ عرض کیا یا ارحم الراحمین آپ کے مکر وخوف کا امن نہیں ہے اللہ پاک نے فرمایا اسی طرح رہنا میرے مکر وخوف سے پر امن نہ ہو جانا، نیز جب اللہ پاک نے جہنم کو پیدا فرمایا تو اس کو جان کر فرشتوں کے قلوب ڈر گئے اور قریب تھا کہ اپنی جگہوں سے اڑ جائیں پھر جب اللہ پاک نے بنی آدم کو پیدا کیا تب انہیں قرار وسکون ہوا۔

صدائے حدیث

تین کاموں میں تاخیر مت کیجئے!

مرغوب الحق گنگوہی

عن علیؓ أَنَّ النَّبِيَّ .صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ يَاعَلِي ثَلٰثٌ لاتُؤَخِّرُ هَاالصَّلٰوۃَاِذَااَتَتْ وَالْجَنَازَةُ اِذَاحَضَرَتْ وَالأَيِّمُ اِذَاوَجَدْتَّ لَهَاكُفُواً (مشکوۃ ص:۶۱ ر ج:۱)۔ترجمہ: حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے علی! تین کام ایسے ہیں کہ ان میں دیر نہ کرو نماز جب اس کا وقت آجائے، جنازہ جب تیار ہوجائے، بے خاوندوالی عورت جب اس عورت کیلئے مناسب آدمی مل جائے تو اسکا نکاح کردو۔

تشریح: جنازہ جب تیار ہوجائے! یعنی جنازہ جب تیار کر کے لے آیا جائے تو اسکی نماز پڑھنے میں دیر نہ کرو پس جیسا کہ علامہ طیبی (شافعی المسلک) نے نقل کیا ہے یہ اس بات کی دلیل ہوجاتی ہے کہ جنازہ کی نماز اوقات مکروہہ میں پڑھنا مکروہ نہیں،لیکن حنفی مسلک میں اسطرح ہے کہ جنازہ اگر اوقاتِ مکروہہ میں سے کسی وقت (یعنی سورج نکلنے کے وقت یا سورج چھپنے کے وقت یا ٹھیک دوپہر کے وقت) آجائے تو اس مکروہ وقت میں اسکی نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہاں اگر مکروہ وقت سے پہلے آئے تو پھر مکروہ وقت میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے۔

بے خاوندوالی عورت! یہ اَیِّمُ کا ترجمہ ہے عام طور پر عربی میں اَیِّم کا اطلاق اس عورت پر ہوتا ہے جو خاوندوالی نہ ہواور خواہ وہ کنواری یعنی باکرہ ہو، یا شوہر دیدہ یعنی ثیبہ ہو، اور خواہ مطلقہ ہو یا اسکا خاوند مرگیا ہو، لیکن طیبی نے لکھا ہے کہ لغت میں ایّم اسکو کہتے ہیں جو بے زوج ہو جس کا جوڑا نہ ہو خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور عورت خواہ باکرہ ہو یا ثیبہ، کفو کا ترجمہ ہے لغت میں مثل، برابر، ہمسر، نکاح میں کفو یہ ہے کہ مرد اور عورت (زوجین) ان باتوں میں ایک دوسرے کے برابر اور ایک دوسرے کے میل کے ہوں اسلام، حریت، دینداری و نیکوکاری، حسب نسب، پیشہ، تموّل وغیرہ وغیرہ، صرف خاندان میں برابری ہی ضروری نہیں ہے بلکہ خاندان کے ساتھ ساتھ دینداری، تمول عمر وغیرہ میں بھی مساوات کا ہونا مطلوب ومحبوب ہے، عہد صحابہ میں اس کی بہت سی مثالیں ملیں گی کہ دینداری کو مدِ نظر رکھ کر نکاح کیا گیا اور بہت برکت ہوئی۔

(۱) ابوطیبہؓ نے بنی بیاضہ کی ایک عورت سے پیغام دیا جب انہوں نے انکار کیا تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ابوطیبہؓ کا نکاح کردو ورنہ فتنہ اور فسادِ کبیر برپا ہوگا، اس پر انھوں نے کہا بالکل درست ہے، بہتر ہے (۲) حضرت بلالؓ نے عربوں کی ایک عورت سے پیغام دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انکو کہو کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے

(۳) حضرت سلمان فارسیؓ نے حضرت عمرؓ کی لڑکی سے نکاح کا پیغام دیا تھا، مبسوط ص: ۶۳/ج: ۵۔ حالانکہ نسبی کفائت موجود نہیں تھی، نیز رسول اکرم ﷺ نے فرمایا عورت سے نکاح کئی وجوہات کی بنا پر کیا جاتا ہے ان میں سب سے عمدہ چیز دینداری ہے اس کو مدِ نظر رکھو، یہ روایت مفصل آگے آرہی ہے کفائت نسبی کا اعتبار اسلام میں وجوب کے درجہ کا نہیں ہے بلکہ مصلحت کے درجہ کی چیز ہے کہ کفائت کی وجہ سے نباہ زیادہ ہوتا ہے، غیر برادری میں نباہ کا کام مشکل ہوتا ہے اس وجہ سے نکاح کرنے والے عموماً اس کی ضرورت زیادہ محسوس کرتے ہیں اور اس کی رعایت کرتے ہیں فقہ احناف میں بھی اس کی اہمیت ہے جس کی تفاصیل کا محل کتب فقہ ہیں عندالضرورت وہاں رجوع کیا جائے۔

تین اشخاص کا جذبہ

عن أنس قال جاءَ ثلاثةُ رهطٍ الی أزواجِ النبي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. يَسْأَلُوْنَ عن عبادةِ النبي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أُخْبِرُوابها كأنهم تَقَالُّوْهَا فقالُوْاأينَ نَحْنُ مِنَ النبي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَاتَأَخَّرَ فقالَ أَحَدُهُمْ أَمَّاأنا فَأُصَلِي اللَّيْلَ أَبَداً وَقَالَ الآخَرُأَنَاأَصُوْمُ النَّهَارَ أَبَداً وَلاَ أُفْطِرُ وَقَالَ الآخَرُ أَنَاأَعْتَزِلُ النِّسَاء فلاأتزوج أَبَداً فَجَاءَ النبيُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ أنتمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَاوَكَذَا أَمَاوَاللّٰهِ اِنِّیْ لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقَاكُمْ لَهٗ لكِنِّيْ أَصُوْمُ وَأُفْطِرُوَأُصَلِّيْ وَأَرْقُدُ وَاَتزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّي (مشکوۃ ص/۲۷ج/۱)۔

ترجمہ: حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ (ایک دن) تین آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے پاس اس مقصد سے آئے (کہ ان میں سے ہر ایک) نبی کریم ﷺ کی عبادت کا حال دریافت کرے اور جب ان کو آپ ﷺ کی عبادت کے بارے میں بتایا گیا تو گویا انہوں نے اسکو کم خیال کرکے آپس میں کہا کہ نبی کریم ﷺ کے مقابلہ میں ہماری کیا حیثیت ہے آپ ﷺ کے اگلے پچھلے تمام گناہ اللہ تعالیٰ نے معاف کرر کھے ہیں اور پھر ان میں سے ایک نے کہا کہ میں ہمیشہ ساری رات نماز پڑھوں گا، دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ دن میں روزے رکھا کروں گا اور افطار نہیں کروں گا، تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے الگ رہوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا، اتنے میں نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم ہی لوگوں نے ایسا ایسا کہا ہے؟ کان کھول کر سن لو میں اللہ تعالیٰ سے تم لوگوں سے زیادہ ڈرتا ہوں اور تم سے زیادہ تقویٰ اختیار کرتا ہوں لیکن اگر میں روزے رکھتا ہوں تو افطار بھی کرتا ہوں، اگر رات میں نماز پڑھتا ہوں تو سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں (یادرکھو کہ) جس نے میرے طریقہ (یعنی میری سنت سے) اعراض کیا وہ ہم میں سے نہیں۔

تشریح: تین آدمی وہ تینوں حضرت علیؓ حضرت عثمان بن مظعون اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ تھے ان

تینوں کو جب ازواج مطہرات سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ ساری ساری رات نمازیں ہی نہیں پڑھتے ہمیشہ دن میں روزہ ہی سے نہیں رہتے اپنی بیویوں سے پرہیز نہیں کرتے اور سارا سارا وقت عبادت گذاری ہی میں صرف نہیں کرتے تو اس سے ان لوگوں نے یہ سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ بہت زیادہ عبادت کے حاجت مند نہیں ہیں۔

کیونکہ آپ تو سراپا معصوم و مغفور ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں آیا ہے **لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ** (یعنی تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دے) اور پھر انہوں نے یہ سوچ کر کہ آنحضرت ﷺ کی طرح ہم تو معصوم بندے نہیں ہیں اور ہمارے مغفور ہونے کا اعلان اللہ نے نہیں کیا ہے اسلئے ہمیں اپنا سارا وقت عبادت میں لگانا چاہئے اور دنیا سے ہمیں کچھ تعلق نہیں رکھنا چاہئے تا کہ ہماری بھی بخشش و مغفرت ہو جائے ان کی اس بات کا علم آنحضرت ﷺ کو ہوا تو آپ ﷺ نے واضح کیا کہ تمہارے خیال کے مطابق میں جو بہت زیادہ عبادت و ریاضت نہیں کرتا تو اسکی وجہ یہ نہیں کہ معصوم و مغفور ہونے کے سبب میں بے خوف ہو گیا ہوں اور خواہ کچھ کروں یا کچھ بھی نہ کروں بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ جتنا میں اپنے اللہ سے ڈرتا ہوں اتنا تمہارے میں سے کوئی نہیں ڈرسکتا، جتنا تقوی میں اختیار کرتا ہوں اتنا تمہارے میں سے کوئی اختیار نہیں کرسکتا بات صرف اتنی ہے کہ اللہ نے اس دنیا کے تعلق سے جو جسمانی ضروریات وحوائج رکھے ہیں اور ایک انسان ہونے کے ناطے جو دنیاوی ذمہ داری عائد کی ہیں ان کی تکمیل اور ان کی انجام دہی بھی ضروری سمجھتا ہوں، جب عبادت کا وقت ہوتا ہے تو عبادت کرتا ہوں جب وہ وقت آتا ہے جس میں اللہ کے بنائے ہوئے نظام کائنات اور اللہ کے حکم کے مطابق کسی دنیاوی و جسمانی ضرورت کو پورا کیا جاتا ہے تو اس وقت اس ضرورت کو پورا کرتا ہوں اور یہ سب اس وجہ سے کرتا ہوں کہ میری ساری امت اسی کے مطابق اپنی زندگی کا نظام بنائے اور یہ سمجھ لے کہ نہ تو اسلام اس چیز کا نام ہے کہ انسان دنیاوی علائق وضروریات سے بالکل منہ موڑ لے اور رہبانیت کا طور طریق اختیار کر کے ہر وقت عبادت و ریاضت میں مشغول رہے اور نہ اسلام اس کی اجازت دیتا ہے کہ دنیاوی علائق وضروریات کو اسطرح اپنے اوپر حاوی کر لیا جائے کہ حقوق اللہ کی ادائیگی اور دینی فرائض وعبادات میں رخنہ پڑنے لگے اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، یعنی کمالِ عبدیت یہی ہے کہ دنیاوی حقوق وفرائض کی ادائیگی بھی کی جاتی رہے اور اللہ کے حقوق کی ادائیگی میں بھی کچھ فرق نہ آئے، مثلاً بیوی بچوں کے جو حقوق اور انکی جو ضروریات ہیں ان کو بھی پورا کیا جائے مگر اس طرح کہ شرعی فرائض وعبادات میں رخنہ نہ پڑے اور توکل وغیرہ کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے، جس نے میرے طریقہ سے اعراض کیا، یعنی جس نے بیزاری اور بے رغبتی کے ساتھ میری سنت ترک کردی یا میری سنت اور میری حدیثوں کا انکار کیا وہ میری جماعت سے خارج ہے ایسے آدمی سے میرا کوئی واسطہ نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ صلاح وفلاح صرف اسوۂ نبی ہی میں منحصر ہے۔

شخصیات

جاتے جاتے چھوڑ جاؤ اپنی یادوں کے نقوش

مفتی مولانا رحمت اللہ نیپالی ندوی
استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

آج سے ایک عرصہ قبل ۲۰۰۰ء کی بات ہے اس گذرے ہوئے دور کو جب یاد کرتا ہوں تو ماضی کا مکمل نقشہ نگاہوں کے سامنے پھر جاتا ہے اور پورا منظر نظروں کے سامنے آجاتا ہے اور بے ساختہ زبان سے نکلتا ہے کہ: لوٹ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تو

دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے رسمی فراغت کے بعد جب تدریسی زندگی کا آغاز پھلت میں قائم ''جامعۃ الامام ولی اللہ الاسلامیۃ'' سے ہوا اور وہاں تدریس کا پہلا سال تھا تو ششماہی امتحان کی چھٹی میں مظفرنگر اور سہارنپور میں واقع تاریخی مقامات، جامعات اور خانقاہوں کی زیارت کا شوق اور شدید تقاضا ہوا پھر کیا تھا دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارنپور، تھانہ بھون، جلال آباد، رائے پور، کاندھلہ، بشمول دہلی وآگرہ اور گنگوہ وغیرہ کا پروگرام بن گیا، رخت سفر بندھ گیا اور کوچ کا نقارہ بج گیا، یوں تو پورا سفر بڑا دلچسپ خوشگوار اور یادگار ہے جس کے بیان کرنے اور سننے کے لئے وقت درکار ہے لیکن ع

کبھی فرصت میں سن لینا عجب ہے داستاں میری

قصہ مختصر یہ کہ جب ہم تھانہ بھون اور جلال آباد ہوتے ہوئے گنگوہ پہونچے تو مغرب کا وقت ہو چکا تھا، مغرب بعد ہم جامعہ اشرف العلوم رشیدی کے اندر داخل ہوئے، مرکزی دروازہ سے داخل ہوتے ہی جامعہ کے صحن میں ایک کرسی پر جلوہ افروز ایک باوقار متواضع وملنسار اور نورانی بزرگ شخصیت پر نظر پڑی، آگے بڑھ کر سلام ومصافحہ کیا اور تھوڑی دیر ان کی صحبت میں بیٹھنے کی سعادت ملی۔

ان بزرگ نے خیریت دریافت کی، تعارف حاصل کیا مقصد آمد معلوم کیا اور قیام وطعام کے بارے میں پوچھا، ناچیز نے ان کے ساتھ تھوڑی دیر نشست کے بعد برخواست کا ارادہ کیا اور رخصت کی اجازت چاہی اور جائے قیام پر آگیا، وہاں سے جدا ہونے کے بعد مولوی محمد ارشد سلمہ نے بتایا کہ آپ نے ان کو پہچانا؟ یہی اس جامعہ کے بانی ومہتمم حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب ہیں، اس چندلمحہ کی پہلی اور آخری ملاقات

میں ذہن ودماغ کی سلوٹوں پر جوتأثر مرتسم اوردل پر جونقوش قائم ہوئے وہ کچھ یوں ہیں:

تواضع وسادگی

ان کی سادگی دیکھ کر ایک نووارد کے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ یہ ایک عظیم الشان اور پرشکوہ جامعہ کے بانی ومہتمم ہیں، جہاں ابتداء سے دورۂ حدیث تک کی تعلیم ہوتی ہے اور وہاں کے فارغین ہندوبیرونِ ہند کے مختلف گوشوں میں تعلیم وتربیت، اصلاح ودعوت اورتزکیہ واحسان، تصوف وسلوک کے شعبوں میں اہم خدمات انجام دے رہے ہیں، درس وتدریس، تصنیف وتالیف کے میدان میں موتی رول رہے ہیں اوراپنی خدمات وکارہائے نمایاں کے گہرے ودیرپا نقوش چھوڑ رہے ہیں، یہ سادگی دیکھ کر اسلاف کے حالاتِ زندگی پر مشتمل کتابوں میں پڑھے اوراساتذۂ کرام سے سنے ہوئے واقعات وحکایات کی یاد تازہ ہوگئی اورایک زندہ تصویر سامنے آگئی۔

تواضع کا یہ حال تھا کہ مجھ جیسا کم عمر، وکم علم بلکہ بےعلم وناتجربہ کار کے ساتھ انتہائی اخلاق مندی سے پیش آئے اوراپنے کسی بھی طرز عمل سے یہ احساس بالکل نہ ہونے دیا کہ وہ ہم سے علم، عمر، عمل اور تجربہ ودیگر تمام چیزوں میں نہ صرف بڑے ہیں بلکہ بہت ہی بڑے، لکھے پڑھے اور بےحد کڑھے ہیں سچ ہے:

جواعلیٰ ظرف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کے ملتے ہیں　　　صراحی سرنگوں ہوکر بھرا کرتی ہے پیمانے

اسی لئے حدیث شریف میں ارشاد ہے ”من تواضع لله رفعه الله“ (جوشخص اللہ کے لئے تواضع اختیار کرے گا اللہ اس کو سربلند فرمائے گا) یہ تواضع للّٰہیت کے رنگ میں تھی اسی لئے ان کے محبین ومریدین مسترشدین ومنتسبین ان کے گرویدہ تھے اورکوئی بھی اجنبی پہلی ملاقات میں یہ اثر لئے بغیر نہ رہتا کہ سادگی وتواضع اوراخفائے حال نے ان پر پردہ ڈال دیا ہے۔

اخلاق وکردار

اس چندلمحہ کی ملاقات اورصحبت سے ان کے بلنداخلاق وکردار، حسن گفتار اوراعلیٰ معیار کا اندازہ ہوا، یقیناً وہ بہت ہی بلند اخلاق اورعمدہ کردار کے مالک انسان تھے، اخلاق نبوی کا عکس ان کی شخصیت میں صاف نظر آتا، جس کی جھلک مجھ جیسے بےبصیرت انسان کو بھی دکھائی پڑی ؎

کردار سے بنائیے معیار زندگی　　　ماحول سے حیات کا سودا نہ کیجئے

حسن تدبیر وانتظام

جامعہ کے صحن میں ایک معمولی اور عام کرسی پر بیٹھ کر وہ تفریح نہیں کر رہے تھے بلکہ اپنی ذمہ داری انجام دے رہے تھے، بیٹھے بیٹھے طلبہ کی نگرانی ان کی نقل وحرکت پر نگاہ اور آنے جانے والوں کی آمد ورفت پر نظر رکھے ہوئے تھے، بلکہ جامعہ کی ایک ایک شئی کی نگرانی ونگہبانی فرمار ہے تھے، اس سے ان کی عقابی نگاہ، حسن انتظام وانصرام، احساس ذمہ داری اور اللہ کے یہاں جواب دہ ہونے کا استحضار معلوم ہوتا ہے اور ان کے ایک اچھے منتظم ومدبر ہونے کا پتہ چلتا ہے، نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کو جامعہ کے ذرہ ذرہ سے محبت تھی، اس کے ایک ایک پھول پتی سے عشق اور وہاں کی ہر چیز سے والہانہ لگاؤ تھا اور ایسا کیوں نہ ہو وہ جو اس کے بانی ومہتمم تھے اپنی پوری جوانی اور صلاحیت اس کی تعمیر وترقی میں نچوڑ کر رکھ دی تھی، شب وروز اس کے پیچھے ایک کر دیا تھا راحت وآرام تج کر بڑی قربانیوں اور انتہائی جانفشانیوں کے ساتھ اپنے خونِ جگر سے اس گلشن علم کی آبیاری کی تھی، اس کی زلفِ برہم کو سنوارنے اور گیسوئے دراز کی مشاطگی وتزئین میں اپنے آپ کو لگایا، کھپایا، گھلایا اور پگھلایا تھا، یقیناً وہ اس لہلہاتے چمن علم اور مرکز تعلیم وتربیت کو دیکھ دیکھ کر اپنی کاوشوں کے نتائج وثمرات اور اپنے ہاتھ کے لگائے ہوئے گلستان کے شجر ہائے سایہ دار اس کے برگ وبار اور وہاں آنے والی فصل بہار پر دل ہی دل میں مسرور وشاداں اور نازاں وفرحاں بھی ہو رہے ہوں گے اور ہونا بھی چاہئے کہ یہ ایک فطری بات ہے جس پر کوئی ملامت نہیں۔

ضیافت وشرافت

ان کا نام ہی شریف تھا اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ اسم با مسمیٰ تھے اور ہزار شریفوں میں ایک تھے، کیونکہ نام کا اثر انسان کے ظاہر وباطن پر تو پڑتا ہی ہے اور احادیث سے اس کا پتہ بھی چلتا ہے، ان کی مہمان نوازی کا اندازہ اس سے لگائیے کہ انہوں نے ناچیز سے اس کے قیام وطعام کی تفصیل معلوم کی جب مولوی محمد ارشد سلمہ نے انہیں بتایا کہ اس جامعہ میں زیر درس ان کے گاؤں کا ایک طالب علم ہے اسی کے ساتھ کھانا کھائیں گے اور اسی کے پاس ٹھہریں گے، تب قاری صاحبؒ کو اطمینان ہوا اس سے قاری صاحبؒ کی خورد نوازی، مہمان

نوازی اور احساس ذمہ داری کا علم ہوتا ہے، یہ مختصر سی داستان ہے حضرت قاری شریف احمد صاحبؒ سے ایک مختصر سی ملاقات کی اور یہ چند نقوش وتأثرات ہیں ان کی سرسری زیارت کے۔

حضرت قاری صاحبؒ کے قائم کردہ جامعہ کی شاندار عمارت دیکھ کر یہی محسوس ہوتا ہے کہ وہ ایک پُرعزم اور حوصلہ مند شخص تھے ع

''عزم جواں، ہرلمحہ رواں، رکھتے ہیں ہمیشہ آگے قدم'' کی چلتی پھرتی تصویر تھے جس نے بھی ان کے قائم کردہ جامعہ کا منظر دیکھا ہے وہ حضرت قاری صاحبؒ کے عزم وحوصلہ کو داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا، بلکہ بے ساختہ یہی کہے گا ؎

کٹھن نہیں ہے کوئی کام آدمی کے لئے جواں ہو عزم تو تارے بھی ٹوٹ سکتے ہیں

وہ جس عظیم مقصد کے لئے کوشاں تھے اس میں کامیابی کے لئے فرہاد کا جگر، قیس کا حوصلہ، مجنوں کا جوشِ جنوں، پہاڑوں کی صلابت، زمین کا تحمل اور سمندر کی وسعت وگہرائی درکار ہے اور حضرت قاری صاحبؒ نے جونمونہ مدرسہ کی تعمیر وترقی کے لئے پیش کیا اور ان کو اس سے جوتعلق، وابستگی، لگاؤ بلکہ عشق تھا اس پر بجا طور پر یہ کہا جاسکتا ہے ؎

ہزاروں میں کوئی مجنوں کوئی فرہاد ہوتا ہے کمال عاشقی ہر ایک کو حاصل نہیں ہوتا

دنیا میں شبانہ روز نہ جانے کتنے افراد پیدا ہوتے اور کتنے تہہ خاک چلے جاتے ہیں، لوگوں کی آمد ورفت کا یہ سلسلہ ازل سے جاری ہے اور ابد تک جاری رہے گا لیکن کچھ شخصیات ایسی ہوتی ہیں کہ ان کا آنا اور جانا دونوں ناقابل فراموش بن جاتے ہیں اور وہ اپنے کارناموں کی وجہ سے ہمیشہ یاد کی جاتی ہیں، یقیناً حضرت قاری صاحبؒ ان ہی معدودے چند نامور شخصیات میں شمار کئے جانے کے مستحق اور ہر طرح سے حقدار ہیں، خاص طور سے گنگوہ جس کی شہرت وعزت اور اعتبار ووقار حضرت شیخ المشائخ عبدالقدوس گنگوہیؒ، قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور مفتی اعظم حضرت مولانا محمود حسن گنگوہیؒ سے قائم ہے اس فہرست میں جو منتخب اور مختصر ترین ہے حضرت قاری صاحبؒ بھی شامل ہیں، یہ دنیا دار فانی ہے اور یہاں کی ہر چیز آنی جانی ہے، فنا وزوال ہر ایک شئی پر طاری ہونا ہے، یہ حقیقت بھی خوب جانی پہچانی ہے، باقی رہنے والی

ذات صرف اللہ کی ہے، قرآن میں اس کی جا بجا یاددہانی ہے "کل من علیھا فانٍ ویبقی وجه ربک ذوالجلال والإکرام"۔

موت کسی کی بھی ہو اس پر رنج وملال ایک فطری بات ہے چہ جائے کہ کسی اہم اور ممتاز شخصیت کی ہو لیکن یہ امر باعث مسرت ہے کہ ان کے انتقال کے بعد اس گلستان کے باغباں ان کے خلف الرشید سچے وارث، حقیقی جانشین، باکمال فرزند جناب حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب ہوئے اور ان کی سرپرستی، نگرانی اور نظری وعملی تجربہ کی روشنی میں آج بھی یہ باغ اچھی کھاد، صاف پانی، تازہ ہوا، اور حیات بخش حرارت کے حسین امتزاج سے سبز پتیوں، رنگارنگ پھولوں اور شیریں پھلوں کا شاداب چمن بنا ہوا ہے، وہ ماشاء اللہ ایک نامور اور شہرت یافتہ شخصیت کے مالک ہیں کئی اہم کتابوں کے مؤلف، جامعہ کے شیخ الحدیث ومہتمم، وہاں کے ترجمان ماہنامہ ''صدائے حق'' کے سرپرست ونگراں اور کئی خصوصیات کے حامل ہیں، ایک دوبار میری ان سے ملاقات ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ ان کو صحت وعافیت سے رکھتے ہوئے بحسن وخوبی اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے اور علمی وعملی مشاغل اور اصلاحی وتربیتی فیض جاری رکھنے کی بھرپور توفیق دے اور ان کی نیکیوں میں ان کے عظیم والد کو شریک رکھے جن کا وہ عکس اور نقش ہیں، ان سب کے ساتھ ہی یہ بھی واضح رہے کہ تمام انسانوں کی طرح حضرت قاری صاحبؒ ایک انسان تھے کوئی فرشتہ نہ تھے چونکہ ہمیں "اذکروا محاسن موتاکم" کا حکم ہے اس لئے ان کی نیکیاں اور خوبیاں شمار کی گئیں، اللہ تعالیٰ مرحوم کی خدمات اور حسنات قبول فرمائے ان کے سیئات کو حسنات میں مبدل فرما کر چین وسکون نصیب فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے، اسی کے ساتھ جملہ پسماندگان اور تمام وابستگان کو صبر واستقامت اور اجر وثواب کی دولت نصیب فرمائے، حضرت قاری صاحبؒ کے چھوڑے ہوئے کام کو پایۂ تکمیل تک پہونچائے اور ان کی حیات وخدمات پر مشتمل اس مجموعہ (نقوشِ دوام) کو کارآمد ومفید بنائے اور ''دیر آید درست آید'' کا مصداق بھی

کیا لوگ تھے جو راہِ وفا سے گذر گئے
جی چاہتا ہے نقشِ قدم چومتا چلوں

مضامین

صراطِ عزیز وحمید کیا ہے

حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ نقشبندی
شیخ الحدیث وناظم جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

کِتَابٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِo اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِo اَلَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍo (سورۂ ابراہیم: آیت:۱)۔

ترجمہ: یہ کتاب ہے ہم نے آپ پر اتاری ہے تا کہ آپ لوگوں کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکال لائیں ان کے پروردگار کے حکم سے، یعنی خدائے غالب وستودہ صفات کی راہ کی طرف، وہی اللہ کہ اس کی مِلک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، اور خرابی ہے عذابِ شدید سے کافروں کے لئے، جو دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں اور اس میں کجی تلاش کرتے رہتے ہیں، یہ لوگ بڑی دور کی گمراہی میں پڑے ہیں (توضیح ترجمۂ قرآن)۔اس جگہ آیت مبارکہ میں سبیل اللہ سے مراد دین اسلام ہے (جلالین شریف رص:۲۰۶رج:۱)۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْo (سورۂ محمد آیت:۳۲)۔

ترجمہ: بیشک جو لوگ کافر ہوئے اور انہوں نے اللہ کے راستہ سے روکا اور رسول کی مخالفت کی بعد اس کے کہ ان کو راستہ نظر آچکا تھا وہ لوگ اللہ کو کچھ نقصان نہیں پہونچا سکیں گے اور آئندہ اللہ ان کی کوششوں کو مٹادے گا۔

صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰه : یعنی ایمان لانے سے اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرنے سے روکا، وَشَآقُّوا اللّٰهَ: اور اللہ کے رسول ﷺ کی مخالفت کی، اس جگہ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ سے بنی قریظہ اور بنی نضیر کے یہودی اور وہ (مکی) کافر مراد ہیں جنہوں نے بدر کی لڑائی میں کافروں کے لشکر کو باری باری سے کھانا کھلایا تھا یہ بارہ سردار تھے ہر سردار نے اپنی باری کے دن پورے لشکر کو کھانا دیا تھا۔

لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ: یعنی اپنے کفر سے وہ اپنے آپ کو ہی ضرر پہونچائیں گے، اللہ کو کچھ نقصان نہیں پہونچا سکتے۔

وَسَیُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ: اور یقیناً اللہ ان کے اعمال کو اکارت کردے گا ان کو آخرت میں ثواب نہیں دے گا نہ دنیا میں ان کو کوئی فائدہ حاصل ہوگا، حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا آیت میں وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے بدر کے زمانہ میں کافروں کے لشکر کو کھانا دیا تھا اسی کی نظیر دوسری آیت بھی ہے (وہ بھی ان ہی لوگوں کے متعلق ہے جنہوں نے بدری کافروں کو کھانا دیا تھا) ارشاد فرمایا ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَسَیُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَکُوْنُ عَلَیْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ یُغْلَبُوْنَ ○ (تفسیر مظہری رص:٢٦ رج:١٢)۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِکَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○ (سورۂ حجرات آیت:١٥)۔

ترجمہ: پورے مؤمن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک نہیں کیا اور راپنے مال و جان سے اللہ کے راستہ میں محنت اٹھائی، یہ ہی لوگ ہیں سچے (مؤمن)۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الخ: یعنی خلوصِ قلب سے ایمان لائے اور احکام کی تعمیل کی۔

ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا: پھر رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین میں ان کو کبھی شک واقع نہیں ہوا، لفظِ ثُمَّ دلالت کر رہا ہے کہ شروع ایمان کے وقت جس طرح شک نہ کرنا لازم تھا اسی طرح آئندہ پوری زندگی مرتے دم تک کبھی شک میں نہ پڑنا ضروری ہے، آیت ثُمَّ اسْتَقَامُوْا سے بھی یہی مراد ہے۔

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ: یعنی اللہ کی اطاعت میں، جَاهَدُوْا کا مفعول محذوف ہے، یعنی جنگجو دشمن کے یا شیطان کے یا ناجائز خواہشاتِ نفس کے خلاف انہوں نے جہاد و کوشش کی، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مفعول محذوف نہ ہو اور فعل لازم کا مبالغہ مقصود ہو، یعنی اُنہوں نے حق کیلئے خوب کوشش کی، یہ بھی احتمال ہے کہ مجاہدہ سے مُراد قلبی، بدنی اور مالی عبادتیں ہوں۔

اگر مجاہدہ سے مراد مطلق مجاہدہ ہو تو صراحتہً تمام اوامر کی ادائیگی اور سارے ممنوعات سے اجتناب مراد ہوگا اور اگر دفاع سے مراد کافروں سے مقابلہ کرنا ہو تو اوامر و نواہی کی بھی پوری پابندی بطور دلالت النص معلوم ہوگی، کیونکہ جو شخص اصلاحِ عالَم کیلئے اور تباہی و بربادی کو دور کرنے کیلئے اور اللہ کا بول بالا کرنے اور دین کو پھیلانے کیلئے

اپنی جان و مال کی قربانی دیتا ہے وہ بدرجۂ اولیٰ اپنے نفس کی قربانی کرے گا اور تمام احکامِ شریعت کا پابند ہوگا۔

هُمُ الصّٰدِقُوْنَ: یعنی ایمان کے دعویٰ میں یہی لوگ سچے ہیں۔

مذکورۂ بالا دونوں آیتیں جب نازل ہوئیں تو کچھ بدوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم سچے مؤمن ہیں، لیکن اللہ جانتا تھا کہ وہ ایسے نہیں ہیں، اس پر آیت نازل ہوئی (تفسیر مظہری رص: ۱۹۰/ج:۱۲)۔

شریعت وسنت اللہ کا راستہ ہے

اس بات کی چوتھی دلیل: یہ آیت ہے باری تعالیٰ فرماتے ہیں: اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّکَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ۝ (سوۂ نحل آیت:۱۶)

ترجمہ: آپ اپنے پروردگار کی راہ کی طرف بلایئے حکمت سے اور اچھی نصیحت سے، اور ان کے ساتھ بحث کیجئے پسندیدہ طریقہ سے، بے شک آپ کا پروردگار بھی خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور وہی ہدایت پائے ہوؤں کو بھی خوب جانتا ہے (توضیح ترجمۂ قرآن)۔

اس آیتِ مبارکہ میں بھی سبیلِ رب سے مراد مکمل دینِ اسلام ہے، کیونکہ اللہ پاک اپنے پیغمبر ﷺ کو حکم فرمارہے ہیں کہ آپ لوگوں کو اس کی طرف بلایئے، یہی سبیلِ رب ہے، معلوم ہوا کہ پورا دین ہی سبیلِ رب ہے۔

دعوت وتبلیغ بھی اللہ کا راستہ ہے

(۱) اس بات کی پہلی دلیل یہ آیت ہے، اللہ پاک فرماتے ہیں: اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ. اِنَّ رَبَّکَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ (سورۂ نحل: آیت:۱۴۵)۔

اپنے رب کے راستہ کی طرف بلایئے حکمت اور نرم نصیحت کے ساتھ اور ان سے بوقتِ ضرورت مجادلہ ومناظرہ بھی فرماتے رہیئے مگر اچھے انداز وطریقے سے، بے شک آپ کا رب جانتا ہے کہ کون گمراہ ہے سیدھے راستہ سے اور وہی زیادہ جاننے والے ہیں ہدایت یافتہ لوگوں کو۔ اس آیتِ پاک میں دعوت الی سبیلِ رب کے دو طریقے تلقین فرمائے گئے ہیں۔

مضامین

دوسری اور آخری قسط

اِنسانیت کے لئے نافع بنئے!

حضرت مولانا مفتی ابوجندل قاسمی
استاذ حدیث قاسم العلوم تیوڑہ ضلع مظفرنگر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت اور مخلوق خدا کی خدمت ونافعیت کے حوالے سے مؤمن کی مثال کھجور کے درخت سے دی ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ: "**ان من الشجر شجرة لايسقط ورقها وانها مثل المسلم حدثوني ماهي**" (درختوں میں ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے، اور وہ درخت مسلمان کی مثال ہے، بتاؤ وہ درخت کونسا ہے؟) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنگل کے درختوں میں غور کرنے لگے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ: یارسول اللہ! آپ ہی ارشاد فرمائیں کہ وہ کونسا درخت ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کھجور کا درخت ہے (صحیح بخاری/کتاب العلم: ۱/۱۴/حدیث: ۶۱)۔

مطلب یہ ہے کہ بہت سے درخت ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے پھل دینے کا ایک موسم ہوتا ہے کہ فلاں موسم میں پھل دیں گے اور فلاں موسم میں پھل نہیں دیں گے، لیکن کھجور کا درخت "بارہ ماسی" ہوتا ہے، سال بھر اس کا پھل کھایا جاتا ہے، اسی طرح مسلمان بھی سرچشمۂ خیر ہوتا ہے، مخلوقِ خدا ہمیشہ اس سے فیض یاب اور منتفع ہوتی رہتی ہے، اور وہ بارہ ماسی کھجور کی طرح ہر وقت لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے (مستفاد از: تحفۃ القاری: ۱/۳۱۷)۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "**الخلق عيال الله فاحبهم الى الله أنفعهم لعياله**" (مسند أبي يعلي: ۶/۶۵/ حديث: ۳۳۱۵)

یعنی مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے، (یعنی سب مخلوق کی روزی اور ان کی ضروریات حیات کا حقیقۃ اللہ تعالیٰ ہی کفیل ہے، جس طرح کہ کوئی آدمی اپنے اہل وعیال کی روزی اور ان کی ضروریات کا مجازاً کفیل ہوتا ہے) پس لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو اس کے کنبے کے ساتھ سب سے زیادہ نفع رسانی کا معاملہ کرے۔

نفع رسانی میں بخل جرم ہے

نفع رسانی اور افادیت کے موقع محل سے فائدہ نہ اُٹھانا اور اس سلسلہ کی صلاحیت واستعداد اور اسباب ووسائل میں بخل کرنا ایک قسم کا جرم ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے: اے ابن آدم! میں بیمار ہوا اور تونے میری عیادت نہیں کی، بندہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں آپ کی عیادت کس طرح کرتا آپ تو رب العالمین ہیں؟ (بیماری کا تجھ سے کیا واسطہ اور تیری بارگاہ میں اس کا کہاں گزر؟) اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: کیا تجھے معلوم نہیں ہوا تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار پڑا تھا اور تونے اس کی عیادت نہیں کی، اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے (یعنی میری خوشنودی) اس کے پاس ہی پاتا، پھر فرمائے گا: اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا مگر تونے کھلایا نہیں، بندہ کہے گا: اے میرے رب! میں آپ کو کس طرح کھانا کھلاتا آپ تو رب العالمین ہیں؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے: کیا تیرے علم میں نہیں تھا کہ میرے فلاں بندہ نے تجھ سے کھانا مانگا تھا اور تونے کھلایا نہیں، کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تو اس کو کھلاتا تو اسے (یعنی اس کا ثواب) میرے پاس پاتا، پھر فرمائے گا: اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا اور تونے پلایا نہیں، بندہ کہے گا: اے میرے رب! میں آپ کو کیسے پانی پلاتا آپ تو سارے جہانوں کے پروردگار ہیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا اور تونے اسے نہیں پلایا، کیا تیرے علم میں نہیں تھا کہ اگر تو اس کو پانی پلاتا تو اس کو میرے پاس پاتا (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ/باب فضل عیادۃ المریض، حدیث: ۲۵۶۹)۔

اس حدیث شریف میں نہایت مؤثر اور غیر معمولی انداز میں کس مپرس بیماروں کی عیادت وتیمارداری اور بھوکوں، پیاسوں کو کھلانے پلانے کی ترغیب دی گئی ہے، اس میں غور کرنے سے سمجھا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وہدایت میں ان معاشرتی اعمال اور حاجت مندوں کی خدمت واعانت کی کس قدر اہمیت ہے اور ان کا درجہ کتنا بلند ہے، فرمایا گیا ہے کہ جو کسی حاجت منداور بیمار کی عیادت کرے گا وہ خدا کو اس کے پاس پائے گا، اور اسے خدامل جائے گا (معارف الحدیث: ۳۱۸/۶)۔

نافع جانوروں کی طرح بنو

امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب ''احیاء العلوم'' میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں تین قسم کے جانور

پیدافرمائے ہیں:

(۱) جانوروں کی ایک قسم وہ ہے جولوگوں کو فائدہ پہنچاتی ہے، شاذ ونادر ہی کبھی ان سے نقصان پہنچتا ہے، مثلاً: بکری اور بھینس وغیرہ، یہ جانور اپنے دودھ کے ذریعہ لوگوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں، جب دودھ دینا بند کردیں گے تو تم ان کا گوشت استعمال میں لے آؤ گے، اوراس طرح تمہیں فائدہ پہنچانے کے لئے یہ جانور اپنی جان تک دے دیتے ہیں۔

(۲) دوسری قسم کے جانور وہ ہیں جو تکلیف ہی پہنچاتے ہیں، اور بظاہر ان کا کچھ فائدہ نہیں، مثلاً: سانپ، بچھو، درندے وغیرہ، یہ سب موذی جانور ہیں، جب کسی انسان کو ملیں گے تو تکلیف ہی دیں گے اور ڈنک ماریں گے۔

(۳) تیسری قسم کے جانور وہ ہیں جو نہ تکلیف دیتے ہیں اور نہ ہی فائدہ پہنچاتے ہیں، جیسے جنگل میں رہنے والے جانور لومڑی، گیدڑ وغیرہ، ان جانوروں سے انسان کو نہ کوئی خاص فائدہ پہنچتا ہے اور نہ کوئی خاص نقصان۔

جانوروں کی ان تین قسموں کو بیان کرنے کے بعد امام غزالیؒ انسان سے مخاطب ہوکر فرماتے ہیں کہ: ''اے انسان! تو اشرف المخلوقات ہے اور سارے حیوانات پر تجھے فضیلت عطاء کی گئی ہے، تو اگر تو انسان نہیں بنتا بلکہ جانور بننا چاہتا ہے تو کم از کم پہلی قسم کا جانور بن جا، جو دوسروں کو فائدہ تو پہنچاتے ہیں، نقصان نہیں پہنچاتے، اور اگر تو اس سے بھی نیچے آنا چاہتا ہے تو تیسری قسم کا جانور بن جا، جو نہ نقصان پہنچاتے ہیں اور نہ فائدہ، اور اگر تو نے فائدہ پہنچانے کے بجائے نقصان پہنچانا شروع کردیا تو پھر تو سانپ، بچھو اور درندوں کی قسم میں داخل ہوجائے گا (اصلاحی خطبات:۸/۹۱۔۹۲)۔

بہرحال آج کے ماحول میں اس کام کی سخت ضرورت بھی ہے، اور یہ کام نہایت صبر آزما اور دیر طلب بھی ہے، اس لئے اس اہم کام کو ایک مشن بنا کر کیا جانا چاہئے، اور اس سلسلہ میں جوش سے زیادہ ہوش، ہمت وحوصلہ اور استقلال وتسلسل کے ساتھ کام کرنا نیز حدودِ جواز کے اندر رہنا بے حد ضروری ہے، پھر دیکھئے کیسی تبدیلی آتی ہے، اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے، آمین۔

مضامین

اسلام میں طلاق کا قانون اور عورت کی حیثیت

(ایک تقابلی جائزہ)

مولانا شمشاد احمد مظاہری
استاذ جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

نکاح معاشرہ کے سُدھار، مرد وعورت کے آپسی حقوق کی ادائیگی، فطری جنسی جذبات وخواہشات کی تسکین، انسانیت کی بقاء اور صحیح نظامِ زندگی جینے کا ایک بہترین ذریعہ ہے، نکاح زندگی کے آخری سانس تک کا ایک غیر منقطع بندھن ہوتا ہے، لیکن چونکہ انسانوں کی طبیعتیں اور فطرتیں مختلف ہوتی ہیں بالکل یکسانیت کسی میں بھی نہیں ہوتی، اسی فطری تقاضہ کے مطابق میاں بیوی کی خوش گوار زندگی میں کہیں ایسا موڑ بھی آجاتا ہے کہ ان میں نااتفاقی ہو جاتی ہے، کبھی تو یہ نااتفاقی معمولی ہوتی ہے جو چند گھنٹوں یا چند دنوں میں ختم ہو جاتی ہے اور کبھی کبھی مؤثر اور مضبوط سبب کی وجہ سے اتنی پائیدار ہو جاتی ہے کہ ایک دوسرے سے پیچھا چھڑانا ناگزیر ہو جاتا ہے۔

مثلاً اگر بیوی بدکردار، بدچلن، آوارہ اور بدزبان مل جائے تو ایک شریف انسان کے لئے وہ مستقل عذابِ جان بن جاتی ہے، شوہر کی زندگی کا سارا لطف وسکون غارت ہو جاتا ہے اور وہ مستقل طور پر ایک ذہنی کشمکش میں مبتلا ہو جاتا ہے، اب ایسی عورت کو چمٹائے رکھنا ہی مناسب ہے یا اس سے نجات وکنارہ کشی کا کوئی راستہ ضروری ہے، یقیناً دنیا کا ہر دانشور یہی جواب دے گا کہ اس سے چھٹکارہ حاصل کرنے کا قانون وراستہ ہونا چاہئے۔

ایسے ہی اگر ایک شریف عورت کو بدکردار، بدقماش، شرابی، جواری اور نکما شوہر مل جائے تو عورت کی زندگی اجیرن بن جاتی ہے، زندگی کے ایک ایک پل کا چین وسکون ختم ہو جاتا ہے، تو عورت کو ایسے شوہر سے پیچھا چھڑانے کا کوئی راستہ اور قانون ہونا اشد ضروری ہے، اگر یہ قانونِ طلاق نہ ہوتو ہزار ہا عورتیں مظالم ومصائب سے پریشان ہو کر جب چھٹکارے کی راہ نہ پاتیں تو یا تو ناجائز اور حرام کاری میں مبتلا ہوتیں یا پھر دنیا سے اپنا رشتہ منقطع کرنے کو ترجیح دیتیں، جیسا کہ وطنِ عزیز کے اکثریتی طبقہ میں شادی شدہ عورتوں کی خودکشی کے واقعات سننے اور دیکھنے میں آتے رہتے ہیں۔

اسلام نے ہمیشہ سے عورت کو اعلیٰ وارفع مقام سے نوازا ہے، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا پیدا کیا، اور ان دونوں سے پھیلائے بہت سے مرد وعورتیں (سورۂ نساء) (جوڑے سے مراد حضرت آدم وحوا علیہما السلام ہیں)۔

قرآن پاک کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد وعورت کا تعلق چولی دامن کا سا ہے، فرمایا گیا: وہ تمہارا لباس ہیں اور

تم ان کا لباس۔قرآن نے میاں بیوی کے ازدواجی رشتہ کو لباس سے تعبیر فرما کر میاں بیوی کے آپسی تعلق کی جس شدت اور جذباتیت کو بیان کیا ہے، دیگر مذاہب میں اس کی نظیر بھی ملنی مشکل ہے۔

اسلام کا قانونِ طلاق

اسلام نے نازک اور حساس موقع پر قانون طلاق کے استعمال کی اجازت دی ہے تاکہ دونوں الگ الگ رہ کر سکون کی زندگی گزار سکیں، علاوہ ازیں اس قانون کے غلط اور بے جا استعمال پر جن سخت الفاظ میں تنبیہ اور ممانعت کی گئی ہے ان کو بھی ملاحظہ کر لینا چاہئے، ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ جل شانہ کے یہاں جائز چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے (مشکوٰۃ رص:۲۸۳رج:۲) ایک دوسری حدیث میں ہے: نکاح کرو مگر طلاق نہ دو کیوں کہ اس سے عرشِ الٰہی بھی کانپ جاتا ہے (جمع الفوائد)۔

معلوم ہوا کہ طلاق اسلام کی نظر میں نہایت ناپسندیدہ چیز ہے، صرف شدید مجبوری اور ناگزیر حالات میں ہی حکمت ومصلحت کے پیشِ نظر اس کی اجازت دی گئی ہے، جب ہم اسلام کے قانون طلاق اور اس کی حکمت ومصلحت اور اسلام میں عورتوں کے حقوق کی پاسداری اور صنفِ نازک کی تعظیم وتکریم کا موازنہ دیگر مذاہب کے قانون طلاق اور عورتوں سے ان کے برتاؤ کو لے کر کرتے ہیں تو ہمیں حقوق نسواں اور آزادئ نسواں کے بلند بانگ کھوکھلے اور جھوٹے نعروں سے پردہ اٹھتا نظر آتا ہے۔

ہندو مذہب میں قانونِ طلاق اور عورت کی حیثیت

ہندو مذہب میں نکاح اور طلاق کا رواج دوسری اقوام و مذاہب سے بالکل الگ اور نہایت ظالمانہ تھا، ایک شادی شدہ عورت پورے خاندان کے لئے کافی سمجھی جاتی تھی، خاندان کے ہر فرد کو اس عورت پر ہر قسم کے تصرف کا حق ہوتا، ایک دوسرا طریقہ یہ بھی تھا کہ عورت چند مردوں سے شادی کرنے کی مجاز ہوتی، ہر ایک کو اس کا پورا پورا حق دیتی اور کسی کے حق میں کوئی کمی یا زیادتی نہ ہوتی، بعض طبقوں میں حالت اس سے بھی بدتر تھی، عورت ایک ہی وقت میں گیارہ گیارہ مردوں سے نکاح کرتی اور ہر ایک کو استفادہ کا مساوی حق حاصل رہتا، غریب لوگ بھی اپنی غربت کی وجہ سے ایک ہی عورت سے شادی کر لیتے جو پورے خاندان کیلئے مصرف بنتی، مختلف علاقوں میں اس کا عام رواج تھا، طلاق کے معاملہ میں یہ قوم ایک قدم اور آگے تھی، عورتوں کو بھی طلاق کا حق ہوتا، ایک وقت میں ایک عورت چار بالغ مردوں سے نکاح کرتی اور جب چاہتی طلاق دے ڈالتی، ہندوؤں کے ایک فرقے "مانو" میں شوہر مختارِ مطلق ہوتا تھا، عورت کو کسی قسم کا کوئی حقِ علاحدگی حاصل نہ تھا، جبکہ مرد کو کسی بھی وقت طلاق دینے کا اختیار ہوتا (الزواج والطلاق رص:۵۵۳)۔

منواسمرتی میں عورت کی حیثیت

یہ ایک حقیقت ہے کہ حکمراں جماعت اور آر ایس ایس کا برہمنی سماج اب "منواسمرتی" کو ملک کے آئین کی جگہ بحال کرنا چاہتا ہے، منواسمرتی میں عورتوں اور دلتوں کی حیثیت کو نہایت تحقیر اور تذلیل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے "منواسمرتی میں

دلتوں اور عورتوں دونوں کی حالت کتّوں سے بدتر ہے، ہندو پرتھا میں ''نیوگ'' ایک ایسی رسم ہے جہاں کوئی برہمن اگر دلت عورت کے ساتھ سمجھوگ اور زیادتی کرتا ہے تو وہ جائز ہے اور اس سے دلت عورت کا شدھی کرن ہوجاتا ہے، منواسمرتی میں عورت کو چانڈال جیسے ناموں سے یاد کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ ہر ظلم وزیادتی کے باوجود شوہر کا حکم ماننا ہی اس کا دھرم ہے۔

ہندو مذہب میں بیوہ کی زندگی

عرب کے مشہور سیّاح ابن بطوطہ اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں:

میں نے ایک مجمع کو دیکھا کہ جن میں مرد، عورتیں اور بچے تھے، دوخواتین بہت زرق برق لباس کے ساتھ خوب صورت سواریوں پر سوار تھیں اور لوگ انہیں اپنے رشتہ داروں کے لئے پیغام دے رہے تھے۔

معلوم ہوا کہ یہ دونوں عورتیں بیوہ ہیں، اور یہ سومنات کے بڑے مندر میں ستّی ہونے کیلئے جارہی ہیں، وہ منظر میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، ایک بہت بڑا حوض جس میں منولکڑیاں جل رہی تھیں، جن کے شعلے اور لپٹیں دور سے انسان کو لپیٹ میں لے رہی تھیں، وہ عورتیں سواری سے اتریں، منہ ہی منہ میں کچھ پڑھا اور اس آگ میں چھلانگ لگادی، تمام مجمع کچھ خاص الفاظ بار بار دہرانے لگا، اور اوپر سے مزید تیل اور لکڑیاں اس حوض میں پھینکی جانے لگیں، میں اس منظر کو نہ دیکھ سکا اور بے ہوش ہوگیا، اور ہوش آنے کے بعد بہت عرصہ تک بیمار رہا (سفرنامہ ابن بطوطہ)۔

اس میں شک نہیں کہ سینکڑوں برسوں میں منواسمرتی کو بنیاد بناکر برہمنی سماج نے دلتوں اور ہندو ماؤں بہنوں پر ظلم وزیادتی کے پہاڑ توڑے ہیں، ہندوسماج نے عورتوں کو کبھی بھی اسلام جیسا درجہ نہیں دیا، اس لئے یہ بھی حقیقت ہے کہ آج تعلیم یافتہ ہندوعورتوں کو بھی گھر میں وہ درجہ نہیں مل پاتا جس کی وہ مستحق ہیں، ایک طرف گھر کی گھٹن اور اس گھٹن سے نجات کے لئے آشرموں اور باباؤں کا سہارا، ۹۰ ر فیصد عورتیں سکھ شانتی کی تلاش میں باباؤں کا رخ کرتی ہیں، سوامی نیتانند، سنت رام پال، باپو آسارام، باباگرمیت رام رحیم اور سارتھی بابا جیسے سنتوں کے دربار میں ان عورتوں کا جسمانی استحصال ہوتا رہا ہے۔

عیسائیت میں طلاق کا قانون اور عورت کی حیثیت

دینِ مسیح میں نکاح کا طریقہ بھی عجیب تھا، تعدادِ ازدواج ان کے یہاں قانون ومذہب کی روشنی میں ممنوع تھا، مرد ایک ہی عورت سے نکاح کرسکتا تھا، دوسری عورت سے نکاح کرنے کا تاحیات حق نہ تھا، نیز طلاق ان کے یہاں کوئی چیز ہی نہیں تھی، خواہ زوجیت میں اتحاد ہو یا اختلاف، ایک دوسرے سے خوش ہوں یا رنجیدہ، نہ مرد طلاق دے سکتا ہے اور نہ عورت کسی صورت میں طلاق لے سکتی تھی، مسیحی شریعت میں کیتھولک فرقہ کے یہاں بھی سوائے موت کے شوہر بیوی کے درمیان علاحدگی کی کوئی صورت نہیں تھی، ''پروٹسٹنٹ'' فرقے کے یہاں علاحدگی وفسخ نکاح کی دو شکلیں تھیں یا تو دونوں میں سے کسی کا انتقال ہوجائے یا عورت سے زنا کا ارتکاب ہوجائے (ایضاً ص:۲۶۰-۳۸۵)۔

یورپ کا حالیہ منظر نامہ

امریکہ میں طلاق کی شرح میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے، مِل وا کی فیملی کورٹ کے ایک سینئر جج رابرٹ ہینسن نے اپنے ایک حالیہ مضمون میں انکشاف کیا ہے کہ ہر سال پانچ لاکھ شادیاں طلاق کی وجہ سے ختم ہوجاتی ہیں، ان میں سے دوتہائی جوڑے صاحب اولاد ہوتے ہیں، اس طرح ملک کے ہر چار بچوں میں سے ایک بچہ ایک ایسے گھر میں رہتا ہے جو طلاق کی وجہ سے تباہ ہو چکا ہے، مسٹر ہینسن کا یہ مضمون ماہنامہ ''ریڈرز ڈائجسٹ'' کے تازہ شمارہ میں شائع ہوا ہے (دیکھئے شمارہ اپریل ۱۹۶۷ء، ص: ۱۳۴، مطبوعہ ہانگ کانگ)۔

لاس اینجلس (امریکہ) کی ۴۷ سالہ مسز بیورلی نینا ایوری نے سولہ مرتبہ طلاق حاصل کی، اس کے شوہروں کی مجموعی تعداد ۱۴ تھی، مسز بیورلی نینا نے آخری طلاق اکتوبر ۱۹۵۷ء میں حاصل کی، اس نے عدالت کو بتایا کہ جن شوہروں سے اس نے طلاق لی ان میں سے پانچ نے اس کی ناک توڑی تھی (مشرق ۲۵ اپریل، تراشے، ص: ۱۴۲)۔

تمہاری تہذیب تمہارے خنجر سے خودکشی کرے گی　　　جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

مغربی عورت کی حیثیت

یورپ نے ''مساوات'' کے نام پر اپنی عورتوں میں یہ مزاج بنایا کہ وہ باہر آکر مردوں کی طرح کمائیں، مگر عورت جب گھر سے نکل کر باہر آئی تو اس کو معلوم ہوا کہ موجودہ شعبوں میں مرد کی طرح کام کر کے اپنی قیمت حاصل نہیں کرسکتی، اب کمائی اور آزاد زندگی حاصل کرنے کی خاطر اس کے پاس دوسرا بدل صرف ایک تھا اور وہ تھا اس کا نسوانی جسم، بالآخر اسے اپنے جسم کو بازار کا سودا بنانا پڑا، اب اس کی حیثیت جنسی تسکین کے سامان کی ہے، عورت کا رول فقط اتنا ہے کہ وہ مرد کے لئے اپنے جسم کی نمائش کرے، یورپ کا ہر تاجر اپنے سامان کے ساتھ عورت کی بھی تجارت کرتا ہے، کوئی اشتہار عورت کی نیم عریاں تصاویر سے خالی نہیں ہوتا۔

نیز مغربی تہذیب میں صرف جوان عورت کے لئے جگہ ہے، بوڑھی عورت کے لئے مغربی تہذیب میں کوئی جگہ نہیں، مغربی تہذیب میں ایک عورت اپنی نسوانی کشش کی بنیاد پر جگہ حاصل کرتی ہے، بڑھاپے میں یہ نسوانی کشش ختم ہوجاتی ہے، اس لئے مغربی عورت بوڑھی ہونے کے بعد اپنا مقام بھی کھودیتی ہے، جبکہ اسلامی معاشرتی خاندان میں ایک عورت بیوی کی حیثیت سے اپنی زندگی شروع کرتی ہے یہاں اس کو اپنے عمل کا بھرپور میدان مل جاتا ہے، اس کا گھر ایک پوری مملکت ہوتا ہے جس کو وہ سنبھالتی ہے اور جس کی وہ تنہا انچارج ہوتی ہے، ہر اگلا دن یہاں اس کے عزت واحترام میں اضافہ کرتا چلا جاتا ہے، وہ ''ماں'' بنتی ہے، پھر وہ ''نانی'' اور ''دادی'' بنتی ہے، حتیٰ کہ خود اپنے شوہر کی نظر میں اس کی قیمت بڑھتی چلی جاتی ہے، کسی نے صحیح کہا ہے: عورت جوانی کی عمر میں بیوی ہوتی ہے اور بڑھاپے کی عمر میں ماں کا درجہ حاصل کر لیتی ہے۔

مضامین

امام بخاریؒ امام دارمیؒ کی نظر میں

ابوحذیفہ رشیدی

(۳۲) امام دارمیؒ سے سالم ابن ابی حفصہ کی ایک روایت کے بارے میں معلوم کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس کو ہم نے محمد ابن اسماعیل کے ساتھ لکھا تھا اور محمد ابن اسماعیل بخاریؒ سالم ابن ابی حفصہ کو ضعیف کہتے تھے، لوگوں نے کہا یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ فرمایا محمد ابن اسماعیل بخاری مجھ سے زیادہ حدیث میں نظر وبصیرت رکھتے ہیں ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۲۶ ج ۱۲﴾۔

ایضاً (۳۳) سلیمان ابن مجاہد کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ ابن عبدالرحمٰن سمرقندی سے امام بخاری کے بارے میں معلوم کیا تو کہا کہ محمد ابن اسماعیل ہم میں سب سے بڑے عالم اور ماہر حدیث ہیں ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۲۶ ج ۱۲﴾۔

حضرت امام بخاریؒ آیۃ من آیات اللہ تھے

(۳۴) ابوالطیّب حاتم ابن منصور کہتے ہیں محمد ابن اسماعیل بخاری علم وعمل میں آیت من آیات اللہ تھے ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۲۷ ج ۱۲﴾۔

حضرت امام بخاریؒ کی فضیلت

(۳۵) ابوعمر والمستنیر ابن عتیق کہتے ہیں کہ میں نے رجاء الحافظ کو سنا وہ فرماتے تھے کہ محمد ابن اسماعیل کی فضیلت علماء پر ایسی ہے جیسا کہ رجال کو نساء پر فضیلت حاصل ہے اور کہا کہ وہ اللہ کی نشانیوں میں ایک نشانی ہیں ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۲۷ ج ۱۲﴾۔

حضرت امام بخاریؒ حضرت قتیبہ ابن سعید بغلانی کی نظر میں

(۳۶) حضرت قتیبہؒ امام بخاریؒ کے استاذ وشیخ ہیں انہوں نے ایک مرتبہ امام بخاری سے فرمایا کہ تم میری وہ احادیث دیکھ لیتے جو میں نے سفیان ابن عیینہ سے لکھی تھیں تا کہ مجھے خطاء سے اطمینان ہو جاتا، اس لئے کہ ازدحام کثیر ہوتا تھا اور لوگ لکھنے کے بعد اپنی کتابوں کو پیش کرتے تھے اور میں ایسا نہیں کر سکا، امام بخاری نے یہ کام شروع فرمادیا ہر دن دیکھا کرتے تھے اور خطاء پر علامت ونشان لگا دیا کرتے تھے۔

امام بخاری نے حضرت قتیبہ کے سامنے ایک دن ایک حدیث کی غلطی بتائی تو انہوں نے فرمایا کہ وہ صحیح ہے اور اس پر یحییٰ ابن معین اور امام احمد ابن حنبل کی علامت ہے میں تو اس کو بدل نہیں سکتا ہوں اور اہلِ بغداد نے مجھے اسی طرح لکھا ہے۔

امام بخاری نے فرمایا کہ یہ حدیث میں نے دوسرے بزرگوں سے دوسرے انداز سے لکھی ہے وہ صحیح ہے اور چند محدثین کے نام لئے تو حضرت قتیبہ نے امام بخاری کی بات تسلیم کی اور ان کی تحقیق قبول فرمائی۔

اور حضرت قتیبہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے پاس ساری دنیا سے علم حدیث حاصل کرنے کے لئے طلبہ آئے مگر محمد ابن اسماعیل جیسا کوئی نہیں آیا۔

نیز حضرت قتیبہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر محمد ابن اسماعیل حضرات صحابہ کے دور میں ہوتے تو ایک بہت بڑے مقام پر فائز ہوتے اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ محمد ابن اسماعیل صدق وصفا میں ایسے تھے جیسے حضرات صحابہ میں حضرت فاروق اعظمؓ تھے﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۳۱ ج ۱۲﴾۔

حضرت امام بخاریؒ کا اکابر کی زیارت کے لئے جانا

(۳۷) محمد ابن یوسف کہتے ہیں کہ زکریا لؤلؤیؒ اور حسن ابن شجاع بلخی جیسے اکابر، اعلام حدیث بھی امام بخاریؒ کے ساتھ ان کی تعظیم واکرام میں مشائخ کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۲۸ ج ۱۲﴾۔

اسحاق ابن راہویہؒ کی نظر میں امام بخاریؒ کی عظمت

(۳۸) حاشد ابن اسماعیل کہتے ہیں کہ میں نے اسحاق ابن راہویہؒ کو تخت پر بیٹھے دیکھا اور ان کے ساتھ برابر میں امام بخاری بیٹھتے اور سنتے تھے۔

حضرت نے ایک روایت بیان کی حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ الخ امام بخاری نے اس پر نکیر کی تو امام اسحاق کو امام بخاریؒ کی بات تسلیم کرنی پڑی۔

امام اسحاق اپنے نوجوان شاگرد کی عظمت کا برجستہ اظہار فرمایا کرتے تھے ھو أبصر منی کہتے رہتے تھے﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۲۹ ج ۱۲﴾۔

حضرت امام بخاریؒ عمر ابن زرارہ اور محمد ابن رافعؒ کی نظر میں

(۳۹) حاشد ابن اسماعیل فرماتے ہیں کہ میں نے عمرو ابن زرارہ، محمد ابن رافع کو دیکھا (جو دونوں

بڑے محدث تھے) کہ امام بخاریؒ سے عللِ حدیث کے بارے میں معلومات کر رہے تھے جب وہ ان کے پاس سے کھڑے ہوکر چلے گئے تو ان دونوں نے حاضرین سے فرمایا کہ اس نوجوان کی قدر کو سمجھو یہ حدیث اور فقہ میں ہم سے زیادہ ہیں ﴿سیر اعلام النبلاء ص۴۲۹ ج ۱۲﴾۔

حضرت امام بخاریؒ کا علمی مقام

(۴۰) سُلیم ابن مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ اگر امام وکیع اور سفیان ابن عیینہ اور ابن المبارک جیسے اکابر زندہ ہوتے تو یہ سب امام محمد ابن اسماعیل بخاری کے محتاج ہوتے ﴿سیر اعلام النبلاء ص۴۲۹ ج ۱۲﴾۔

امام عبداللہ ابن عبدالرحمٰن الدارمیؒ کا قول

(۴۱) امام دارمیؒ نے فرمایا کہ میں نے حجاز و عراق کے علماء کی زیارت و ملاقات کی مگر محمد ابن اسماعیل سے زیادہ جامع عالم دوسرا نہیں دیکھا ﴿سیر اعلام النبلاء ص۴۳۲ ج ۱۲﴾۔

اسماعیل ابن ابی اویس کی رائے

(۴۲) آپ امام بخاریؒ کے استاذ ہیں مگر اپنے شاگرد کی عظمت تسلیم کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ محمد ابن اسماعیل میری کتابوں پر نظر ثانی کردو، یہ کام اب میں نہیں کرسکتا ہوں اور میں زندگی بھر تمہارا مشکور و ممنون رہوں گا ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۲۹ ج ۱۲﴾۔

اسماعیل ابن ابی اویس یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جس قدر مجھ سے فائدہ محمد ابن اسماعیل نے اٹھایا اتنا کسی دوسرے نے نہیں اٹھایا اور انہوں نے مجھے بھی فائدہ پہنچایا میری کتابوں کی تجدید کردی ﴿سیر اعلام النبلاء ص۴۳۰ ج ۱۲﴾۔

امام دارمیؒ کا امام بخاریؒ سے استفادہ کرنا

(۴۳) مشکل احادیث میں امام بخاریؒ سے استفادہ کرتے تھے، حاشد ابن اسماعیل کہتے ہیں کہ امام دارمی مجھے مشکل احادیث دیدیتے اور کہتے کہ امام بخاری سے معلوم کرو مگر ان کو اس کا علم نہ ہونا چاہئے کہ کون معلوم کرارہا ہے مگر جب میں ان کے سامنے پیش کرتا تو وہ پہچان جاتے ﴿سیر اعلام النبلاء ص۴۳۰ ج ۱۲﴾۔

مضامین

رزقِ حلال کی محنت شریعت کی نظر میں

مولانا محمد احسان رشیدی بہٹوی
مدرس حدیث جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

کھانا کمانا انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ہے، خداوند قدوس نے نوعِ بنی انسان کو عناصر اربعہ سے مرکب فرما کر نوع بنوع کی خواہشات اور ضروریات اس کے جسمِ عنصری کی بقاء کیلئے لازم کردیں، ظاہری بات ہے ان حوائج اصلیہ کا حصول بھی بشری تقاضہ کے پیش نظر لازمی قرار پایا، نیز طبعی تقاضہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ہی حوائج کا حصول ضروری نہیں سمجھا گیا بلکہ شرعی اصول اور ضابطہ بھی یہی طے کیا گیا کہ محسن حقیقی کی ضروری عبادت کی بجا آوری کے بعد کسب حلال کی تگ ودو، محنت وکوشش ضروری ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ **کسب الحلال فریضة بعد الفریضة** حلال روزی حاصل کرنا کمانا عظیم الشان حکم خداوندی ہے، فریضہ عبادت ادا کرنے کے بعد! محشی مشکوٰۃ شریفؒ رقم طراز ہیں **اذ کسب الحلال اصل الورع واساس التقویٰ** اس لئے کہ حلال کمائی تقویٰ پرہیزگاری کی جڑ اور بنیاد ہے نیز یہ عبارت بھی لائق توجہ ہے **فریضة متعاقبة مستمرة** کہ حلال پاکیزہ روزی حاصل کرنا ایسا فریضہ ہے جوکہ مسلسل دائمی طور پر یکے بعد دیگرے برابر چلتا رہنا چاہئے، یعنی نماز ایک فریضہ ادا کیا اس کے بعد پھر روزی کی تلاش جاری ہوجائے، روزی کی تلاش جستجو بھاگ دوڑ میں لگے ہوئے ہیں نماز کا فریضہ آ گیا تو اس کو چھوڑ کر نماز کا فریضہ ادا کرنا چاہئے۔

رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله صحابہ کرامؓ کی اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں تعریف فرمائی کہ ایسے لوگ ہیں کہ خرید وفروخت ان کو اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی ہے بلکہ جب نماز کا وقت ہوجاتا ہے اذان کے کلمات ان کے کانوں میں پڑجاتے ہیں فوراً تجارت کو چھوڑ کر نماز کی طرف متوجہ ہوجاتے ہیں اور جب نماز سے فارغ ہوگئے اللہ تعالیٰ کو یاد کرلیا اس سے مانگ لیا پھر کمانا شروع کردیا **فاذا قضيت الصلوة فانتشروا في الارض وابتغوا من فضل الله** جب نماز جمعہ سے فراغت حاصل ہوجائے تو زمین میں پھیل جاؤ دوڑ دھوپ محنت کوشش شروع کرو اور اللہ کا فضل اس کی طرف سے مقرر کردہ روزی کو تلاش کرو اور اس دوران بھی اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرتے ہو۔

اس طرز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یاد خداوندی اور اپنی ضروریات کے حصول سے آدمی کو غافل نہ ہونا چاہئے، بہت سے لوگوں کے بارے میں تجربہ اور مشاہدہ ہوتا رہا ہے کہ وہ لوگ صرف نماز روزہ، دعوت دین، تعلیم وتعلم

کودین کا کام اور قرب خداوندی کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور بعض ان میں سے ایسے بھی ہیں کہ بیوی بچوں کو چھوڑ کر تبلیغ دین یا تعلیم دین کیلئے ایسے نکل جاتے ہیں یا اصلاح حال کی خاطر گوشۂ عافیت اختیار کر لیتے ہیں مسجد کے کونے میں بیٹھے رہتے ہیں، ضروریات کے حصول کی کوشش کو لغو بے فائدہ تصور کر کے محنت کا موقع میسر ہوتے ہوئے بھی جدو جہد، دوڑ دھوپ نہیں کرتے، البتہ تیرے میرے سے اشارے کنایوں میں اپنی ضروریات کا اظہار کرتے ہیں، باری تعالیٰ نے ایسے طریقہ کار سے بچنے کا حکم فرمایا وتزودوفان خیر **الزاد التقوىٰ** توشہ ضرور لے لیا کرو کیونکہ بہتر توشہ سوال گداگری سے بچنا ہے، امت میں ایسے لوگوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جارہی ہے، جنہوں نے توکل کے معنی کی غلط تشریح شروع کر دی ہے اور ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہنے کو توکل سمجھ لیا ہے جبکہ ان حضرات کا یہ عقیدہ اور خیال قرآن وسنت کی واضح تعلیمات وہدایات کے خلاف ہے، جس کی اصلاح بہت ضروری ہے،

ایک حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں حضورﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے حلال طریقہ سے اس لئے دنیا طلب کی کہ بھیک مانگنے سے بچے اور اپنے گھر والوں پر خرچ کرے اپنے پڑوسیوں پر مہربانی کرے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال پر ملاقات کرے تا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا اور جس نے حلال طریقہ سے دنیا اس لئے حاصل کی کہ دوسروں کے مقابلہ میں روپیہ زیادہ جمع کر لے اور دوسروں پر فخر اور دکھلاوا کرے تو خدا سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ خدا اس پر ناراض ہوگا۔

معلوم ہوا کہ اصل دین یہ ہے کہ آدمی خدا کی عبادت کرے اور دوسروں کو ہر طرح سے فائدہ پہونچائے اپنی جان سے مال سے، ہمدردی خیر خواہی سے حسن سلوک خدمت کے ذریعہ، قرآن کریم نے جہاں صلوٰۃ کا حکم دیا تقریبا ساتھ ساتھ انفاق فی سبیل اللہ کا حکم دیا اوانفاق فی سبیل اللہ پر بڑی بڑی کتابیں تصنیف کردی گی ہیں ان سب پر عمل اسی وقت ممکن ہے کہ ہاتھ میں دو چار پیسے ہوں۔

آدمی کے ساتھ ضروریات کا ایک انبار ہے خصوصاً عصر حاضر میں حوائج کی کثرت، علائق اور مہنگائی کی زیادتی اس امر میں شدت پیدا کر رہی ہے کہ حلال روزی کو سلیقہ طریقہ اور ڈھنگ سے جائز طریقہ پر حاصل کیا جائے، حلال پاکیزہ روزی اعمال صالحہ کے وجود میں آنے کا اہم ذریعہ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **یا ایھا الرسل کلوا من الطیبات واعملو صالحا** اے رسولو پاکیزہ چیز ہی کھاؤ اور نیک عمل کرو، مفسرین نے یہ نکتہ تحریر فرمایا ہے کہ پاکیزہ روزی کھا کر اعمال صالحہ، نماز تلاوت، ذکر کے جذبات خود بخود پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں اور حرام روزی کے اثرات یہ ہوتے ہیں کہ آدمی نماز روزہ ضروریات دین سے دور ہو کر کفر کے قریب تک پہونچ جاتا ہے،

حضرت سفیان ثوریؒ کبار محدثین اور جلیل القدر فقہا میں شمار ہوتے ہیں انہوں نے آج سے ۱۳/سو برس پہلے ارشاد فرمایا تھا کہ جمع مال پہلے زمانہ میں مضر تھا اب جمعِ مال مضر نہیں بلکہ دین ایمان کی بقاء وسلامتی کیلئے مفید اور ضروری ہے، امام محمدؒ نے بڑی بڑی جلدوں میں کتاب البیوع تصنیف فرمائی کسی نے عرض کیا کہ آپ نے زہد میں کوئی کتاب تصنیف نہیں فرمائی ؟ آپ نے فرمایا میں نے حقیقت زہد کو کتاب البیوع میں بیان کردیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ زہد ترک دنیا کا نام نہیں بلکہ زہد دنیا میں رہتے ہوئے خدا کے حکموں اور مرضیات الٰہیہ کو فراموش نہ کرنے کا نام ہے، **لا رهبانية في الاسلام** اسلام یہ نہیں کہ آدمی دنیا کو ترک کر کے گوشہ نشینی اختیار کرلے اور لذات اور ضروریات کو خیر باد کہہ دے، بلکہ علائق ضروریات اور تقاضوں میں رہتے ہوئے ہی ہر دم خدا کو یاد رکھے، اپنی ملازمت، تجارت، صنعت وحرفت میں لگے ہوئے خدا سے ڈرتا رہے، دھوکہ دھڑی، جھوٹ فریب خیانت ملاوٹ ناپ تول میں کمی، ہیرا پھیری سے بچے، امانت ودیانت، صداقت، ہمدردی، خیر خواہی راست بازی کا دامن کسی قیمت پر نہ چھوڑے خواہ بظاہر نقصان سے دوچار ہونا پڑے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ **و من يتق الله يجعل له مخرجا** جو اللہ سے ڈرے گا اور ناجائز اور غلط طریقوں سے بچے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو تنگیوں سے نکال لیں گے، تنگیاں فراخیاں سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں، معیشت کی تنگی ہو یا گھر بار اہل وعیال کی یا دیگر حال احوال کی، نیز یاد رکھئے! صحیح اور سچا طرز عمل اختیار کرنے پر اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ ساری تنگیوں سے نکالیں گے اور بے گماں رزق عطا فرمائیں گے، امانت ودیانت اختیار کرنے سے یہ دنیا کا فائدہ ہوا اور آخرت کا فائدہ یہ ہے **التاجر الصدوق الامين مع النبيين و الصديقين و الشهداء و الصالحين** کہ منعم علیہم جماعت کے ساتھ حشر ہوگا جو یقیناً آخرت کی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

نقصان کہاں ہوتا ہے؟ جب آدمی ضروریات کے حصول میں خدا کے حکموں کو بھول کر اور خدا کی مرضیات کو فراموش کر کے جائز ناجائز کو بالائے طاق رکھ کر آزادانہ طور پر محنت وکوشش دوڑ دھوپ کرتا ہے تو یقیناً یہ دنیا دار بن جاتا ہے اور غضب خداوندی کا مستحق ہوجاتا ہے، پس ضرورت اس بات کی ہے کہ شریعت مطہرہ کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے خوب محنت وکوشش کرے اور حصولِ معاش کی دوڑ میں اصول شریعت کو نظر انداز نہ کرے، کیونکہ مقصود ضروریات کا حصول نہیں بلکہ حکم خداوندی کی بجا آوری ہے، لہذا ایک حکم کو پورا کرنے کیلئے دوسرے حکم کو توڑنا کیسے مفید ہوسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ شریعت کے موافق کسبِ رزق کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

مضامین

حالات یوں ہی نہیں آتے ہیں

یہ بما کسبت ایدي الناس کا نتیجہ ہوتے ہیں

مولانا ڈاکٹر محمد طارق ایوبی

مجھے سخت تشویش ہے اور کئی بار تلخ تجربہ ہو چکا ہے لیکن اب تک کوئی حل نظر آیا نہ کوئی نتیجہ نکلا، بعض مرتبہ تو آنکھ میں آنسو آ گئے اور بعض مرتبہ بڑی مشکل سے ضبط کر سکا ورنہ قریب تھا کہ...... افسوس یہ ہے کہ جو لوگ دن رات آخرت کی باتیں کرتے ہیں وہ کس طرح دھڑلے سے جھوٹ بولتے اور فراڈ کرتے ہیں، گویا انہیں یومِ حساب کی کوئی پروانہیں، اس وقت تفصیل سے اسباب وحل لکھنے کے بجائے بس مدارس کے سلسلہ میں دو باتیں عرض کرنا ہے۔

مکاتب جگہ جگہ قائم ہوں، لیکن یہ چھوٹے چھوٹے دس بیس بچے رکھ کے دارالاقامہ چلانے والے مدرسے ختم ہونا ضروری ہے، بے دریغ چندہ کرتے ہیں ۵۰/ کے ۱۵۰/ اور بیس کے ۸۰/ اور تیس کے ستر طلبہ بتاتے ہیں، جو کسی مدرسے میں نہیں لگتا وہ ایک مدرسہ کھول لیتا ہے، کچھ نہیں کرنا تو ایک مدرسہ کھول لیا، نوکری میں آمدنی محدود ہوئی تو مدرسہ کھول لیا، نہ کوئی حساب لینے والا ہوتا ہے نہ احتساب کرنے والا، گھر چلانے اور کئی کئی چولہے جلانے کے لئے مدرسہ قائم کرلیا جاتا ہے، بے دریغ لوٹ کھسوٹ ہوتی ہے، ایک ایک شہر میں ایسے درجنوں مدارس مل جائیں گے جو سو پچاس گز کے مکانات میں قائم ہیں، ایک فلور پر فیملی رہتی ہے دوسرے فلور میں دور دراز سے لائے گئے دس پندرہ بچے ہوتے ہیں، پھر چندے کا دھندا ہوتا ہے، نہ ان طلبہ کی تعلیم کی فکر ہوتی ہے نہ عمر کا لحاظ، یہی لوگ مدارس کو ناداروں کا اڈہ اور بیچارستان بتاتے ہیں ان کے مقاصد اور معیار پر دھبہ لگاتے ہیں۔

دوسرا جو کئی مرتبہ کا تلخ ترین تجربہ ہے اس کے پیش نظر میرا ماننا ہے کہ ایسے تمام مولویوں اور مدرسوں کو بند کر دینا چاہئے جنھوں نے معاشرے میں مدارس کی یہ شبیہ بنادی ہے کہ یہاں صرف غریب مسکین رہتے ہیں، بچا کچا، سڑا گلا کھانے کے لئے بس یہی لوگ ہیں، ایسی بیچاری تصویر بنا دینے کے بعد کیا وزن رہ جائے گا، یہ بدبخت صبح وشام صرف ایک کام کرتے ہیں، کہیں سے کھانا ملے پیسہ ملے بس اس کے لئے منڈلاتے رہتے ہیں

اور ہر طرح کے کھانے پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور مدارس کی نہایت غلیظ وگھٹیا تصویر پیش کرتے ہیں، بڑے علماء اور ذمہ داروں کو اس کا سخت نوٹس لینا چاہئے اور ایسی تمام دکانوں کو بند کروادینا چاہئے، آپ توجہ نہیں دیں گے تو حکومت یہ کام کرے گی جو باعث تکلیف ہوگا، یہ چھوٹے ادارے بڑے علماء اور بڑے مقررین کے زیر اثر ہی وجود میں آتے ہیں، آپ کو اندازہ نہیں کہ ان دکانوں نے علوم دینیہ کی اہمیت کس قدر کم کردی ہے، علماء کو کس قدر بے حیثیت بنادیا ہے، مدارس کا معیار کس قدر گھٹادیا ہے، لوگوں کی نظروں میں یہ ثابت کیا ہے کہ خیرات زکات سڑا گلا کھانے والے مدرسے میں رہتے ہیں، جو کسی لائق نہ ہو کہیں نہ کھپ سکتا ہو اسے مدرسے میں بھیج دینا چاہئے، ایسے میں علماء کا کیا وزن رہ جاتا ہے اور معاشرے میں ان کی کیا اہمیت باقی بچتی ہے؟۔

اوپر جو باتیں عرض کی گئی ہیں وہ ذاتی تجربہ ومشاہدہ کی بنیاد پر عرض کی گئی ہیں اور بہت سے لوگ اس صورت حال سے واقف ہیں، یا کہنے کی ہمت نہیں کرتے یا ضروری نہیں سمجھتے یا یہ سوچتے ہیں کہ کچھ تو خیر ہے، لیکن میں بعض مرتبہ جس کرب سے گزرا اور تازہ جو تجربات ومشاہدات ہوئے انہوں نے مجبور کیا کہ جو کچھ اب تک مجلسوں میں کہتا رہا ہوں اسے پبلک میں کہوں۔

غلامی اس کی کریں تاج وسلطنت والے

محبوب العارفین حضرت مولانا شاہ محمد احمد پرتاپگڈھیؒ

غلامی اس کی کریں تاج وسلطنت والے
نبیؐ کا جو کوئی سچا غلام ہو جائے

کبھی نہ مجھ کو تمنا ہو باغِ رضواں کی
اگر مدینہ میں میرا قیام ہو جائے

زباں پہ جاری رہے ہر گھڑی درود و سلام
ہمارا بس یہی دن رات کام ہو جائے

خدا کا بھی وہی محبوبِ خاص ہوتا ہے
جو کوئی عاشقِ خیرالانام ہو جائے

خدا کے ذکر میں دن رات میں رہوں مشغول
تمام عمر اسی میں تمام ہو جائے

وہ خوش نصیب جسے فیضِ خاص پہونچا ہے
جہاں میں اس کا نہ کیوں فیض عام ہو جائے

نگاہِ لطف سے گر آپ دیکھ لیں سرکار
نہ ذرّہ کس لئے ماہِ تمام ہو جائے

جو دل سے سیدِ عالم کی اتباع کرے
وہ مقتدی بھی جہاں کا امام ہو جائے

الٰہی ، اب تو شفیع الامم کے صدقے میں
مدینہ جانے کا پھر انتظام ہو جائے

حضورِ دل سے رہیں ان کی یاد میں مشغول
ہمارا شغل یہی صبح و شام ہو جائے

مضامین

شیخ طریقت حضرت خواجہ بہاء الحق والدّین نقشبندیؒ

از: حضرت مولانا محبوب احمد قمر الزماں ندوی الہ آبادی

سلسلۂ نقشبندیہ کے بانی خواجہ بہاء الدین نقشبند قصر عارفاں میں جو شہر بخارا سے تین میل کے فاصلہ پر ہے ۶ / محرم الحرام ۷۱۸ھ کو پیدا ہوئے، بچپن ہی سے آثار ولایت وانوار کرامت پیشانی مبارک سے ظاہر تھے، آپ سے پہلے اس سلسلہ کا نام رسولیہ صدیقیہ تھا، آپ یادِ حق کا نقش دل پر قائم کرتے تھے، اسی وجہ سے اس سلسلہ کا نام نقشبندیہ معروف ہوا، آپ نے آدابِ طریقت وسلوک کی تعلیم سید امیر کلالؒ سے پائی تھی، لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ کی نسبت اویسی تھی اور روحانی تربیت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ سے حاصل کی تھی۔

حضرت بہاء الدینؒ حضرت سید امیر کلالؒ کی خدمت میں

جب میں حضرت سید امیر کلالؒ کی خدمت میں پہنچا تو انہوں نے مجھ پر بیحد مہربانی فرمائی اور بڑی توجہ سے مجھ کو ذکر کی تلقین فرمائی، نفی واثبات کے طریقۂ خفیہ میں مشغول رکھا، کسی نے حضرت بہاء الدین نقشبندیؒ سے دریافت کیا کہ کیا آپ کو درویشی وراثۃً پہنچی ہے یا کسی غیر سے؟ آپ نے فرمایا: "**جذبة من جذبات الحق توازی عمل الثقلین**" (یعنی راہِ سلوک میں حق تعالیٰ کی جانب سے ایک جذب جن وانس کے عمل کے برابر ہے) میں اس سعادت سے مشرف ہوا ہوں، پھر آپ سے سائل نے سوال کیا کہ آپ کے طریقہ میں ذکر جہر، خلوت، سماع ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں، پھر دریافت کیا کہ آپ کی طریقت کی بنیاد کس چیز پر ہے؟ آپ نے فرمایا: "خلوت در انجمن" یعنی ظاہر میں لوگوں کے ساتھ اور باطن میں خدا کے ساتھ، حق تعالیٰ کا ارشاد ہے "رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ" (یعنی وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کو تجارت اور خرید وفروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی) اس سے اسی مقام کی طرف اشارہ ہے۔

کچھ لوگ آپ سے کرامت کے طالب ہوئے، فرمایا کہ ہماری کرامت تو ظاہر ہے کہ اس قدر عظیم گناہوں کے باوجود ہم زمین پر چل پھر لیتے ہیں، ویسے تو آپ کی ذات بابرکات سے ہزاروں کرامتیں ظاہر ہوئیں، لیکن سب سے بڑی کرامت آپ کی یہ ہے کہ آپ نے لاکھوں مردہ قلوب کو ذکر حق سے زندہ کردیا، قلوب مومنین پر ایسا نقش باندھا کہ وہ پھر نہیں مٹا اور قبر میں ساتھ گیا، اسی لئے تمام اولیاء کرام کے نزدیک یہ بات متفق علیہ ہے کہ کسی مردہ دل کو زندہ کردینے کی کرامت سب سے بڑی کرامت ہے۔

حضرت کے ارشادات

حضرت خواجہ بہاء الدینؒ فرماتے تھے کہ وجود کی نفی ہمارے نزدیک بہت قریب کا راستہ ہے لیکن اختیار کے ترک اور اعمال کے ملاحظہ کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔

فرماتے تھے کہ اس راہ پر چلنے کے لئے تعلق ماسوی اللہ ایک قید اور ایک بڑا حجاب ہے ؎

تعلق حجابست وبے حاصلی　　　　چو پیوند ہا بگسلی واصلی

یعنی دنیا سے تعلق حجاب ہے اور بے حاصلی کا موجب ہے، جب تمام تعلقات غیر ضروریہ ترک کردیئے جائیں گے تب تو وصال حق نصیب ہوگا۔

آپ فرماتے تھے کہ "لَا اِلٰـه" میں معبودِ نفس کی نفی ہے اور "اِلَّا اللّٰـه" میں معبودِ حقیقی جلّ وعلا کا اثبات ہے، اور "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه" میں اپنے آپ کو "فَاتَّبِعُوْنِیْ" کے حکم کا مقید کرنا ہے، اور یہی کلمۂ توحید کی حقیقت ہے کہ ماسوی اللہ سے کلی طور پر نفی ہوجائے۔

آپ نے فرمایا کہ ہمارا طریقہ عروۃ الوثقٰی ہے، یعنی مضبوط حلقہ، جس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کو مضبوطی سے پکڑنا ہے اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے آثار کی پیروی کرنا، اس طریقہ پر عمل قلیل سے بھی بہت سی فتوحات حاصل ہوتی ہیں، لیکن سنت کی پیروری میں اجر عظیم ہے، جو شخص اس طریقہ سے منہ پھیر لے اس کے دین میں خطرہ ہے۔

حضرت بہاء الدین نقشبندیؒ فرماتے تھے کہ یہ ضروری نہیں کہ جو دوڑ لے اس کو گینند مل ہی جائے، مگر ملتا اسی کو ہے جو دوڑتا ہے، اس سے اشارہ دوام کوشش وسعیٔ پیہم کا ہے، فرمایا ظہور خوارق وکرامت کا کچھ اعتبار نہیں ہے، اصل چیز استقامت ہے۔

بزرگوں نے فرمایا کہ طالب استقامت بنو، نہ کہ طالب کرامت، کیونکہ اللہ تعالیٰ استقامت طلب کرتا ہے اور تیرا نفس کرامت چاہتا ہے، اقوال اکابر میں سے ہے کہ اگر ولی کسی باغ میں جائے اور ہر برگِ درخت سے آواز آئے "یاولی اللہ" تو اس پر التفات نہیں کرنا چاہئے، بلکہ ہر لحظہ بندگی ونیازمندی اور تضرع میں کوشش کرنا چاہئے۔

شیخ امام حضرت یعقوب کرخیؒ نے حضرت شیخ بہاء الدین نقشبندؒ سے عرض کیا کہ حضرت! اگر ایسا شخص جس کو اصطلاح میں فانی فی اللہ اور باقی باللہ کہا جاتا ہے کسی کو میسر نہ ہوتو وہ کیا کرے؟ شیخ نے فرمایا کہ اس کو چاہئے کہ استغفار کی کثرت کرے اور ہر نماز کے بعد بیس مرتبہ استغفار کرنے کی پابندی کرے، تاکہ پانچ وقت مل کر سو مرتبہ استغفار ہوجائے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بعض اوقات میں اپنے قلب میں کدورت محسوس کرتا ہوں، اور میں ہر روز اللہ تعالیٰ سے سو مرتبہ استغفار یعنی مغفرت طلب کرتا ہوں۔

فرماتے تھے کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کے جنازہ کے سامنے کس آیت کا ورد کیا جائے؟ فرمایا یہ تو ایک امر عظیم ہے، تم بس یہ شعر پڑھتے چلنا ؎

چیست ازیں خوب تر در ہمہ آفاق کار　　　دوست رسد نزد دوست یار بہ نزدیک یار

یعنی اس دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی کام نہیں ہے کہ دوست اپنے دوست کے پاس پہنچ جائے، یہ فرما کر حضرت بہاء الدینؒ نے ارشاد فرمایا کہ تم ہمارے جنازہ کے سامنے یہ شعر پڑھنا ؎

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو　　　شیئاً للہ از جمال روئے تو

دست بکشا جانبِ زنبیل مَا　　　آفریں بَر دست وبر بازوئے تو

وفات: آپ نے شب دوشنبہ ۳؍ ربیع الاول ۹۱ۓھ میں انتقال فرمایا، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

خطبات

صبر وشکر اور اصلاحِ نفس کی اہمیت

زیرِنظر مضمون دراصل خادم الجامعہ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا وہ بیان ہے جوآپ نے روحانی مجلسِ ذکراللہ کے موقع پر جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ کی مسجد زکریا میں ۱۷ر اکتوبر ۲۰۲۴ء بروز جمعرات بعد نماز مغرب فرمایا تھا، موضوع کی اہمیت کے پیشِ نظر مذکورہ بیان حضرت کے مرید جناب حافظ اکرام الحسن کاندھلوی نے ریکارڈ کرلیا تھا، موصوف کے شکریہ کے ساتھ افادۂ عام کے لئے نذرِ ناظرین کیا جارہا ہے۔

الحمدلله و کفیٰ وسلام علی عباده الذین اصطفیٰ امابعد!

میرے محترم بزرگو دوستو! ہر انسان پر دو قسم کے احوال پیش آتے ہیں، کبھی وہ احوال پیش آتے ہیں جہاں ان کو ناگواری ہوتی ہے اور صبر کرنا پڑتا ہے، اور کبھی ایسے حالات پیش آتے ہیں جو انسان کو اچھے لگتے ہیں خوشگوار ہوتے ہیں ایسے حالات میں انسان کو شکر کرنا چاہئے، انہیں دو چیزوں سے انسان کا ایمان مکمل ہوتا ہے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آدھا ایمان صبر میں اور آدھا ایمان شکر میں ہے، کوئی انسان ایسا نہیں کہ جس پر یہ دو قسم کے حالات نہ آتے ہوں وہ کوئی بھی انسان ہو وہ اس سے گزرتا ہی ہے، دنیا کے اندر تو جب اس قسم کے حالات پیش آئیں اس کے مزاج کے خلاف، اس کے ذوق کے خلاف، اس کی طبیعت کے خلاف، اس کی ذات سے متعلق ہوں، اس کی اولاد کے متعلق ہوں اور اس کے کاروبار کے متعلق ہوں، اس کے تجارتی معاملات سے متعلق ہوں وہاں کمی اور نقصان ہو رہا ہو تو فوراً وہ اللہ کی طرف متوجہ ہو، جتنا بھی اللہ کی طرف متوجہ ہوگا اتنا ہی اس کیلئے آسانیاں پیدا ہوجائیں گی اور سہولتیں پیدا ہوجائیں گی اس کا غم وتکلیف اور پریشانیاں ہلکی ہوجائیں گی اور اس کو بہت بڑی فضیلت حاصل ہوگی۔

صبر پر بشارت

صبر سے متعلق بہت بڑی بشارت ہے **وبشر الصابرین الذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا انا لله وانا الیه راجعون** یہ بہت بڑی بشارت ہے جو صابرین کیلئے آئی ہے، اللہ پاک فرماتے ہیں **ان الله مع الصابرین** صابروں کے ساتھ اللہ پاک کی معیت ہوتی ہے، للہ پاک کی معیت حاصل کرنا وہ اتنی بڑی فضیلت کا

حامل ہے جس کو اللہ پاک کی معیت حاصل ہوجائے تو اس کو اور کیا چاہئے؟ تکلیف چھوٹی ہو بڑی ہو، پریشانی چھوٹی ہو بڑی ہو صبر کرے **واصبر وماصبرک الا باللہ** صبر سے کام لے اللہ کی طرف متوجہ ہو اللہ پر نظر رکھے اور اللہ پاک سے انس حاصل کرے، صبر کی توفیق مانگ کے اللہ پاک سے لپٹ جائے چمٹ جائے تبھی مشکلات اور پریشانیاں انسان کیلئے آسان ہوتی ہیں جب اس کی نظر خالق تعالیٰ پر ہوتی ہے تو سب چیزیں اس کے لئے آسان ہوتی چلی جاتی ہیں، اللہ پاک کی معیت حاصل ہوتی ہے، قرب حاصل ہوتا ہے، اللہ پاک اس کے قریب ہوتے ہیں پریشانیوں میں، الجھنوں میں اللہ پاک بندوں سے بہت قریب ہوتے ہیں بندہ کی توجہ اللہ پاک کی طرف ہوجاتی ہے، اور وہ ہر وقت اللہ کو یاد کرتا ہے جب وہ اللہ کو یاد کرتا ہے تو اللہ کے بہت قریب ہوتا ہے، اللہ کا ذکر بندہ کو اس کے خالق سے مالک سے بہت قریب کردینے والا عمل ہے تو جو شخص یہ چاہے کہ اللہ سے قریب ہو اس کو چاہئے کہ وہ اللہ کا ذکر ہر حال میں لازم پکڑے اور اس سے غافل نہ ہو، **واصبر وماصبرک الا باللہ** اور غم نہ کرے غموں کو بھی اپنے سے جدا کرے **ولا تحزن** غموں کا علاج یہی ہے کہ دیکھے غم کہاں سے آرہے ہیں اور توبہ واستغفار میں لگے جب بندہ استغفار میں لگتا ہے تو اس کا غم اور پریشانیاں بھی دور ہوتی ہیں **لاتحزن ان اللہ معنا** اے پیارے دوست! غم نہ کیجئے اللہ پاک ہمارے ساتھ ہے، اللہ کو ہر وقت اپنے ساتھ جانے تو پریشانیوں میں بھی سکون حاصل ہوتا چلا جائے گا، یہی ایمان کا تقاضا ہے، شکایتیں نہ کرے شکایت کس سے کر رہا ہے کس کی کر رہا ہے بندوں سے شکایت نہ کرے اپنا غم اپنی پریشانی جو بھی ہو وہ اللہ کے ہی سامنے رکھے اور دعا کا راستہ اپنایا کرے، دعا اللہ کا لشکر ہے، بہت سی پریشانیاں جو نہیں اتری ہیں دعاء ان سے بھی بچاتی ہے، اور جو اتر گئی ہیں ان میں بھی تخفیف اور آسانیاں پیدا ہوجاتی ہیں دعا کی برکت سے۔

اور دوسرا عمل شکر ہے شکر کو لازم پکڑو، شکر ایمان کا بہت بڑا ستون ہے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آدھا ایمان صبر میں ہے اور آدھا شکر میں ہے، ایمان کے دو حصے ہیں، آدھا صبر میں اور آدھا شکر گزاری میں ہے، جو بندہ شکر کرتا ہے تو اللہ پاک اس پر مزید انعامات فرماتے ہیں، شکر سے انسان ترقی کرتا ہے، علمی ترقی بھی ہوتی ہے مالی بھی ہوتی ہے روحانی بھی ہوتی ہے، ہر قسم کی ترقی شکر کی دولت سے حاصل ہوتا ہے، شکر کو لازم پکڑے، دل کو شاکر بنائے، زبان کو شاکر بنائے، اپنے حال کو شاکر بنائے تو قلب کی گہرائی میں اللہ کی نعمتوں کا احساس ہو اللہ کی نعمتوں سے خوش ہو اور یہ سمجھے کہ میں اس کا مستحق نہیں تھا جو انعامات اللہ نے مجھ پر فرمائے ہیں میں ان کا مستحق نہیں تھا وہ میری حیثیت سے بہت زیادہ ہیں، پروردگار کی کرم فرمائی ہوئی کہ یہ نعمتیں مجھے عنایت فرمائیں۔

نعمتوں کا ہر وقت استحضار رکھے

اللہ کی نعمتوں کو دیکھا کرے سوچا کرے، اللہ کی نعمتوں کو جتنا دیکھے گا سوچے گا احساس کرے گا اتنی ہی اس کو شکر کی توفیق ہوگی اس کا دل شکر کرے گا زبان پر بھی شکر گزاری آئے گی، کوئی پوچھے گا کیا حال ہے؟ خوش ہوکر کہے بہتر ہوں ہزاروں لاکھوں سے بہتر ہوں ہر حال میں اچھا ہوں، بہت ساروں کے پاس نہ ایسا مکان ہے نہ لباس، نہ ایسے کھانے نہ بہت سوں کے پاس ایسی صحت نہ بہت سوں کے پاس ایسا ماحول، تو اپنے سے نیچے والے کو دیکھے کہ دنیا کے اندر کتنے لوگ پریشان غم زدہ الجھنوں میں ہیں میں تو ان سے بہت بہتر ہوں الحمدللہ علی ذلک، میں تو وقت کا بادشاہ ہوں بہترین کھانے پینے ہیں، رہنے کی چیزیں، دوست احباب ہیں، اللہ کا شکر ہے ہر دن سلامتی کے ساتھ گزر رہا ہے عزت کے ساتھ گزر رہا ہے، خیریت کے ساتھ گزر رہا ہے، نماز پڑھنے کی توفیق ہو رہی ہے، فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء کی نماز کی توفیق ہو رہی ہے، مسجد میں جانے آنے والا اللہ کے راستہ میں جارہا ہے، اللہ کے انعامات کی طرف جارہا ہے، ایسی ہی جماعت میں جانے والا اللہ کے راستہ میں جارہا ہے، ذکر اللہ میں جانے والا اللہ کے راستہ میں جارہا ہے، یہ سب اللہ کے راستے ہی تو ہیں جس کی بھی توفیق ہو جائے، ہر عملِ خیر جس کے ذریعہ اللہ کی مرضی طلب کرنے کا ارادہ ہو وہی اللہ کا راستہ ہے، تو اللہ پاک کسی کو ذکر اللہ کے راستہ سے مل رہے ہیں، اللہ پاک کسی کو تلاوت سے مل رہے ہیں کسی کو نماز سے کسی کو صبر سے کسی کو شکر سے، کسی کو علم کے راستہ سے، کسی کو تبلیغ کے راستہ سے مل رہے ہیں، یہ سب اللہ کے راستے ہیں تو ہر انسان کو اللہ پاک نے ایک مزاج دیا ہوا ہوتا ہے اور اس کے مزاج کے اعتبار سے اس کی تربیت کی جاتی ہے، اللہ پاک اس کو اپنے قریب کرتے ہیں تو بندہ مختلف راستوں سے اللہ کے قریب ہوتا ہے تو کوئی راستہ اس پر غالب آجاتا ہے، تو وہ اس کا خاص راستہ ہوتا ہے چلتا تو یہاں بھی مگر کم چلتا ہے یہاں زیادہ چلتا ہے اس کا مزاج ذوق اس کی طبیعت ادھر زیادہ چلتی ہے تو معلوم ہوا کہ وصول الی اللہ اسی راستہ سے رکھا ہوا ہے، اس لئے اس کی طبیعت پر اس کا غلبہ ہے اس میں اخلاص پیدا کرے اس میں للّٰہیت پیدا کرے اس میں جو غلطیاں ہو رہی ہوں ان پر نظر کرے کیونکہ غلطیاں انسان سے ہی ہوتی ہیں۔

اپنی اصلاح کو غنیمت سمجھے

جو جس لائن کا ہوگا اسی طرح کی غلطیاں ہوں گی، مثلاً کوئی ڈاکٹر ہے تو اس کو اس لائن کی غلطی ہوگی، کوئی

عالم ہے تو اس کو اس لائن کی غلطی ہوگی معصوم تو صرف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں، اگر کوئی غلطی پر روکے ٹوکے تو فوراً سمجھ جائے کہ ہاں غلطی ہورہی ہے اور اس کی اصلاح کرے کہ ہر انسان سے غلطیاں اس کے اعتبار سے ہوتی ہیں تو متنبہ ہوجائے غلطی بتانے والے کو اپنا محسن جانے کہ آپ کا شکریہ آپ نے مجھے باخبر کیا، کوئی بتادے کہ آپ کے کپڑے پر گندگی لگ رہی ہے تو کیا آپ اس کا شکریہ ادا کروگے یا اس پر ڈنڈے برساؤ گے؟ نہیں اس کا شکریہ ادا کروگے کہ مجھے معلوم نہیں تھا مگر آپ نے مجھے بتادیا میں اس کو دھولوں گا آپ کا بہت بہت شکریہ تو ایسے ہی انسان کے بدن کے اندر قلب کے اندر بہت ساری اغلاط ہوتی ہیں، نجاستیں ہوتی ہیں، تو وہی انسان جو آپ کو بتا رہا ہے کہ آپ کے اندر یہ کمی اور غلطی ہے، آپ کے رہن سہن اور معاملات میں کمی ہے بتانے والا ہمارا محسن ہے کیونکہ وہ ہمیں بتارہا ہے غلطی پر روک ٹوک کررہا ہے، جسے خیر خواہی نہیں ہوتی تو وہ کیا روک ٹوک کرے گا، روک ٹوک تو وہی کرے گا جس کے دل میں آپ کی اصلاح کا جذبہ ہوگا کہ یہ صحیح ہوجائے اچھا ہوجائے وہی آپ کے متعلق یہ سوچے گا کہ اس کو یہ بات پتہ ہوگی بھلے اس کو ناگوار ہو لیکن بعد میں اس کو سمجھ میں آئے گا کہ یہ بات اس کے لئے اچھی اور خیر تھی وہ جذبہ اس کے اندر ابھرتا ہے وہ بتاتا ہے تو وہ تو ہمارا محسن ہے اس کی قدر کرنی چاہئے اس کے لئے دعا کرنی چاہئے، تو جس بندہ کے اندر صبر کی عادت ہوجائے اور شکر کی عادت ہوجائے تو اس کے اندر ایمان کی کیفیت آتی چلی جاتی ہے یہی انبیاءؑ کی سنت ہے، یہی سلف کا طریقہ اور مزاج ہے، یہی بات پیدا کرنا خانقاہوں کا مقصد ہے، خانقاہوں میں تربیت ہوتی ہے صبر کی تربیت ہوتی ہے کوئی بات ناگوار ہو تو صبر کرو، برداشت کرو، تحمل کرو اور اچھی بات لگے تو اس کا شکر ادا کرو تو یہ تربیت خانقاہوں میں ہوتی ہے، انسان کو فضائل کا تو علم ہوتا ہے لیکن اس کی تربیت جو ہوتی ہے وہ کہیں اور ہوتی ہے، فضائل کی بات ضرور سنیں لیکن مزاج تو نہیں بنانا اس کا؟ تو مزاج جو بنتا ہے ذوق بنتا ہے عادت بنتی ہے تو اس کو کہتے ہیں کہ اس کے اندر یہ بات آرہی ہے اور اس کی تربیت ہورہی ہے اب کچھ اثرات آئے ہیں اس کے اندر، اللہ پاک ہم سب کو ایمان کی صفات نصیب فرمائے، اپنی اصلاح کی بھی توفیق نصیب فرمائے، آمین یارب العالمین۔

☆☆☆

منتخبات

مسائل وفتاویٰ

ادارہ

مسائل جنازہ

مسئلہ: مرد کے لئے تین کپڑے کفن میں سنت ہیں: ازار، قمیص اور لفافہ، السنة ان یكفن الرجل في ثلثة اثواب: إزار وقميص ولفافة۔

مسئلہ: عورت کے لئے پانچ کپڑے کفن میں سنت ہیں، قمیص، ازار، لفافہ، خرقہ، لفافہ اور خرقہ۔ ولها درع ای قمیص وازار وخمار ولفافة وخرقة (ردالمختار رص:۹۱رج:۳)۔

مسئلہ: تجہیز وتکفین میں جلدی کرنی چاہئے، والافضل ان یعجل بتجهیزه کله من حین یموت (ردالمختار رص:۸۳۳رج:۱)۔

مسئلہ: روزہ دار اگر صبر کرے افطار نہ کرے اور مرجاوے تو اس کو ثواب ملتا ہے، ویؤجر لو صبر مثله سائر حقوقه تعالیٰ (ردالمختار رص:۱۵۸رج:۲)۔

مسئلہ: جو شخص چالیس قدم جنازہ اٹھائے تو اس کے چالیس گناہ معاف کردئے جائیں گے، من حمل جنازة اربعين خطوة كفرت عنه أربعين كبيرة ۔

مسئلہ: مسلمان کو اپنے رشتہ دار کافر کا کفن دفن کرنا جائز ہے، ویغسل المسلم ویکفن ویدفن قریبه الكافر الأن يصلي (ردالمختار رص:۸۳۲رج:۱)۔

مسئلہ: عورت کا کفن دفن شوہر پر واجب ہے، والفتوی علی وجوب كفنها عليه ۔ (ردالمختار رص:۸۱۰رج:۱)۔

مسئلہ: اگر مراہوا بچہ پیدا ہو تو اس کا نام رکھا جائے اور غسل دیا جائے، وأن الا يستهل غسل وسمي وهو الاصح (ردالمختار رص: ج:۱)۔

مسئلہ: نماز جنازہ امام نے سہواً بلا وضو پڑھ لی تو نماز کا اعادہ کرے گا، فلو ام بلا طهارة والقوم بها اعيدت (ردالمختار رص:۸۱۲رج:۱)۔

مسئلہ: کسی کو مقرر کرنا کہ میری صلاۃ جنازہ فلاں پڑھاوے یہ وصیت باطل ہے، والفتوی علی بطلان الوصیة لغسله و الصلوٰة علیه (ردالمحتار رص:۸۲۴رج:۱)۔

مسئلہ: مسجد عیدگاہ میں قبل از نمازِ عید میت کو لاکر رکھا جائے تو پہلے نماز پڑھی جائے گی، وتقدم صلوتها علی صلوة الجنازة اذا اجتمعا لانه واجب عینا (ردالمحتار رص:۵۷۷رج:۱)۔

مسئلہ: دو تین میت کی نماز جنازہ ایک ساتھ پڑھنا جائز ہے، اذا اجتمعت الجنائز فافراد الصلاة علی کل واحدة اولی من الجمع الی ان قال وان جمع جاز (ردالمحتار رص:۸۲۱رج:۱)۔

مسئلہ: ولدالزنا پر نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے، وهی فرض علی کل مسلم مات۔

مسئلہ: نماز جنازہ فرض کفایہ ہے جو شخص نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوا تو گنہگار نہیں ہے، والصلوٰة علیه فرض کفایة بالاجماع (ردالمحتار رص:۸۱۱رج:۱)۔

مسئلہ: اتباع جنازہ منکرات کی وجہ سے نہیں چھوڑا جائے گا، ولا تترک لما یحصل عندها من منکرات ومفاسد (ردالمحتار رص:۸۴۳رج:۱)۔

مسئلہ: رات میں نماز جنازہ درست ہے، وکره تحریما صلوٰة ولو علی جنازة مع شروق واستواء وغروب (ردالمحتار، ج:۱)۔

مسئلہ: غائب پر نمازِ جنازہ عندالحنیفہ صحیح نہیں ہے، فلاتصح علی غائب (ردالمحتار رج:۱)۔

مسئلہ: بچے کی اقتداء میں نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں، ولا یصح اقتداء رجل بامرأة وخنثي وصبي مطلقا ولو في جنازة (ردالمحتار رص: رج:۱)۔

مسئلہ: نماز جنازہ کی نیت میں الدعاء لهذالمیت کہنا ضروری نہیں، ومصلی الجنازة ینوي الصلوٰة لله تعالٰی وینوي ایضاالدعاء للمیت لانه الواجب علیه فیقول اصلی الله تعالی داعیا للمیت۔

مسئلہ: میت کا جسم نصف سے زیادہ موجود ہو تو نماز جنازہ ہوگی ورنہ نہیں، وجد رأس آدمی أو احد شقیه لایغسل ولا یصلی علیه الا ان یوجد اکثر من نصفه ولو بلا رأس (ردالمحتار رص:۸۰۴رج:۱)۔

مسئلہ: میت کے ولی نے نماز جنازہ پڑھ لی تو دوبارہ پڑھنے کا حکم نہیں ہے، وان صلی الولی لم یجز لاحد ان یصلی بعده (ردالمحتار رص:۸۲۶رج:۱)۔

مسئلہ: عصر ومغرب کے درمیان جنازہ کی نماز مکروہ نہیں ہے، لایکره قضاء فائتة وصلاة جنازة

(ردالمختار رص:۳۴۸رج:۱)۔

مسئلہ: جو بچہ مر جائے اس کے والدین میں سے کوئی مسلمان ہوتو بچہ اس کے تابع ہوکر مسلمان سمجھا جائے گا،**والولد يتبع خير الابوين ديناً** (ردالمختار رص:۵۴۱رج:۱)۔

مسئلہ: نماز جنازہ میں ترتیب تھی،**ويقدم في الصلوٰة عليه السلطان ان حصر او نائبه وهو امير المصر ثم القام امام الحي ثم الولي** (ردالمختار رص:۸۲۳رج:۱)۔

مسئلہ: نماز جنازہ میں دو رکن ہیں(۱) چار تکبیریں(۲) قیام، **في الصلوة الجنازة وركنها شئيان التكبيرات الاربع والقيام** (ردالمختار رص:۸۱۴رج:۱)۔

مسئلہ: جنازہ لے جاتے ہوئے ذکر بلند آواز سے نہیں کیا جائے گا،**وينبغي لمن تبع الجنازة ان يطيل الصمت وفيه عن الظهيرية فان اراد ان يذكر الله تعالى في نفسه** (ردالمختار رص:۸۳۵رج:۱)۔

مسئلہ: اگر نماز جنازہ میں امام چار تکبیر سے زیادہ کہے تو اس کا اتباع نہ کرے خاموش کھڑا رہے،**ولو كبر امامه خمسا لم يتبع لانه منسوخ فيمكث المؤتم حتى يسلم معه اذا سلم وبه يفتي** (ردالمختار رص:۸۱۷رج:۱)۔

مسئلہ: اگر کسی کو دعائیں یاد نہ ہوں محض تکبیرات کہہ کر امام کے ساتھ سلام پھیر دے کتاب میں دیکھ کر دعا پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی،**واما الشروط التي ترجع الى المصلى فهي شروط بقية الصلوٰة** (ردالمختار رص:۵۸۲رج:۱)۔

مسئلہ: ہیجڑے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی،**وهي فرض على كل مسلم مات الّا بغاة وقطاع الطريق** (ردالمختار رص:۸۱۴رج:۱)۔

مسئلہ: جنازہ تیار کرنے میں عمداً دیر نہیں کرنی چاہئے تعجیل مستحب ہے،**اذا مات تشد لحياه وتغمض عيناه الى ان قال ويسرع في جهازه** (ردالمختار رص:۷۹۸رج:۱)۔

مسئلہ: جو شخص خودکشی کرے اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا درست ہے،**من قتل نفسه ولو عمدًا يغسل ويصلي عليه** (ردالمختار رص:۸۱۵رج:۱)۔

مسئلہ: حاضر ہونا عورتوں کا مردوں کی جماعت میں مطلقاً مکروہ ہے، **ويكره حضورهن الجماعة** (ردالمختار رص:۸۳۷رج:۱)۔

روداد چمن

جامعہ اشرف العلوم رشیدی کی ڈائری

ادارہ

حضرت ناظم صاحب کا سفرِ حرمین شریفین

گذشتہ دنوں ناظم جامعہ وشیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ نقشبندی دامت برکاتہم نے برائے عمرہ حرمین شریفین کیلئے رختِ سفر باندھا اور تقریباً دو ہفتے حرم کی مقدس وادیوں میں گذارے، اس دوران وہاں کے تاریخی مقامات کا دورہ کرنے کے ساتھ علمی شخصیات سے بھی تبادلۂ خیال فرمایا۔ صاحبزادۂ مکرم اور جامعہ کے مدرسِ حدیث جناب مولانا محمد حذیفہ مکی بھی آپ کے ردیف تھے۔

اسی طرح استادِ حدیث وافتاء حضرت مولانا محمد سلمان گنگوہی مدظلہم، مدرسِ تجوید جناب قاری محمد مرسلین قاسمی اور مدرسِ تحفیظ جناب مولانا شکیل احمد رشیدی کی بھی سفرِ عمرہ سے واپسی ہوگئی ہے۔

ششماہی امتحان کے نتائج منظرِ عام پر

ماہِ ربیع الاول کے اوسط عشرہ میں منعقد ہوئے ششماہی امتحان کے نتائج دفتر تعلیمات کی ضروری کاروائی کے بعد دفتر کے باہر آویزاں کردئے گئے ہیں، سردست جماعتِ میزان تا دورۂ حدیث شریف اور طلبۂ افتاء کا رزلٹ منظر عام پر لایا گیا ہے، رواں سال کے ششماہی امتحان میں اول، دوم، سوم پوزیشن لانے والے طلبہ کے نام حسبِ ذیل ہیں:

جماعتِ میزان:	اول: محمد صادق گنگیرو	دوم: محمد احمد پالن پور	سوم: محمد اویس گنگوہ
جماعتِ کافیہ:	اول: محمد اذہان گنگوہ	دوم: محمد شاہ ویز حسین پور	سوم: مناظر حسین ارریا
جماعتِ شرح جامی:	اول: محمد عادل پرتا پگڈھ	دوم: محمد فہیم گنگوہ	سوم: محمد ایاز گنگوہ
جماعت مختصر المعانی:	اول: محمد زبیر ایم پی	دوم: محمد انس گنگوہ	سوم: محمد نوشاد مہاراشٹر
جماعتِ مشکوٰۃ شریف:	اول: محمد زید گنگوہ	دوم: محمد فیضان مہاراشٹر	سوم: اعزاز الحق آسام
جماعت دورۂ حدیث شریف:	اول: محمد قیس گنگوہ	دوم: محمد اعظم اسلام نگر	سوم: سلیم احمد سمستی پور
جماعتِ افتاء:	اول: محمد انصار گنگوہ	دوم: محمد اویس پالن پور	سوم: محمد گلنواز پٹیالہ

ذکرواصلاح کی مجالس

جامعہ کے زیرانتظام اور حضرت خواجہ علاء الدین علی احمد صابر کلیریؒ کے وطن میں قائم شاخ وخانقاہ مرکز دارالتوحید والسنہ اور اطراف واکناف میں گذشتہ ۱۴؍نومبر کو ذکرواصلاح کی مجالس منعقد ہوئی جس میں قرب وجوار کے لوگوں نے شرکت کرکے شیخ طریقت حضرت مفتی صاحب کے بیان وذکر سے استفادہ کیا۔

جامعہ کے بعض فاضلین ومستفیدین اوراہل علم مہمانان کی آمد

پچھلے ماہ بھی بہت سے اہلِ علم مہمانان کی آمد ہوئی، چنانچہ ریاست کرناٹک کے شہر بنگلور سے **حضرت مولانا عبدالرحیم رشیدی زیدمجدہم** نے قدم رنجہ فرمایا، آپ جمعیۃ علماء کرناٹک کے صوبائی صدراورشہرگلستاں بنگلورکی ایک مسجد کے امام وخطیب اورملی ورفاہی امورسرانجام دینے والے سنجیدہ اور باتوفیق رشیدی عالم ہیں، آپ اصلاً ٹونک راجستھان سے تعلق رکھتے ہیں لیکن مدت بسیار سے بنگلور میں مقیم ہیں، اس مرتبہ انہوں نے دفترصدائے حق کوبھی حاضری کا شرف بخشا جہاں ایک سوال کے جواب میں مولانا نے بتایا کہ ان کی مکمل تعلیم مادرِعلمی جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ کی مرہون ہے جس کی تقریب یہ ہوئی کہ میرے لئے والد ماجد ۱۹۸۰ء میں دارالعلوم دیوبند کے اجلاس صد سالہ میں شرکت کی غرض سے تشریف لائے تو بندہ بھی ہمرکاب تھا تبھی انہوں نے معروف عالم دین حضرت علامہ رفیق احمد بھیسانویؒ سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں عبدالرحیم کوایسی مؤقر دینی درسگاہ میں عالم بنانا چاہتا ہوں جہاں کا نظام تعلیم وتربیت اچھا اورمثالی ہوتو علامہ صاحب نے جامعہ اشرف العلوم رشیدی میں داخل کرنے کا مشورہ دیا اوراگلے ہی سال مجھے والدصاحب نے گنگوہ باضابطہ داخل کرکے بانی جامعہ حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحبؒ کے حوالہ کردیا جن کی مشفقانہ توجہات اورمربیانہ صفات سے بندہ کوغیرمعمولی فائدہ ہوا، یہیں میں نے جماعتِ میزان سے دورۂ حدیث تک چھ سالہ درس نظامی مکمل کیا اور ۱۹۸۶ء میں میری رسمی فراغت ہوئی بلکہ میرے کئی حقیقی برادران بھی اسی جامعہ کے پروردہ ہیں اورالحمدللہ سبھی تدریس وتجارت سے وابستہ ہیں۔

جناب مولانا مفتی محمدعمران خان مقیم حال فیجی کی بھی آمد ہوئی، آپ گڈھی پختہ ضلع شاملی یوپی سے تعلق رکھتے ہیں، گذشتہ ۹؍سال سے ملک فیجی کے ایک مرکزی مدرسہ میں درسِ حدیث کا اشتغال رکھتے ہیں، مولانا موصوف دارالعلوم دیوبند کے فاضل اوروہاں معین المدرسین کی حیثیت سے تدریسی خدمات انجام دے چکے ہیں،

اس سے پیش تر تین سال جامعہ اشرف العلوم رشیدی میں داخلہ لے کر تجوید وقرأت اور درس نظامی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی ہے، مولانا عمران خان نہایت متواضع ،خلیق اور باادب انسان ہیں، جامعہ اشرف العلوم رشیدی اوراس کے وابستگان سے قلبی تعلق رکھتے ہیں جب بھی ہندوستان آتے ہیں تو اپنی مادر علمی کا سفر کرنے سے دریغ نہیں کرتے،آپ کے ہمراہ حیدرآباد کے ایک کالج سے وابستہ داعی الی اللہ پروفیسر حافظ تاج الدین بھی تھے جنہوں نے ایک شب قیام کرکے یہاں کے تعلیمی ماحول کودیکھااوراس کی ترقیات پر اپنی مسرت کا اظہار کیا۔

مدرسہ رحمانیہ عربیہ سورت گجرات میں زیر تعلیم دورۂ حدیث شریف کے ایک درجن طلبہ نے وہاں کے فاضل استاذ برادرگرامی **مولانا محمد داؤد الیمنی حفظہ اللہ** کی قیادت میں مغربی یوپی کے اپنے سفر کے دوران جامعہ اشرف العلوم رشیدی کا بھی دورہ کیا اوراس کے نظامِ تعلیم وتربیت کو بچشم خود دیکھا، واضح رہے کہ سورت گجرات کی علمی شخصیت حضرت مولانا مفتی محمد طاہر سورتی مدظلہم مدرسہ رحمانیہ کے محدث اور راقم الحروف کے کرم فرما ہیں، جو اپنے قلمی افادات سے نوازتے رہتے ہیں۔

دارالعلوم کنتھاریہ بھروچ گجرات کے سابق استاذ اور شیخ طریقت حضرت مولانا شاہ قمرالزماں الہ آبادی دامت برکاتہم کے مجاز حضرت **مولانا سراج الدین رحمانی مظاہری مدظلہم** اپنے تقریباً دودرجن رفقاء کی معیت میں جامعہ تشریف لائے،آپ کے تمام رفقاء کا تعلق ضلع گلبرگہ کرناٹک کے مضافات سے تھا،آپ ایک صاحبِ نسبت عالمِ دین اور تعلیم دوست انسان ہیں،آپ نے دوران قیام یہاں کے تعلیمی ماحول کا جائزہ لیا اور ادارہ کی ترقیات پر اپنے اطمینان کا اظہار کیا۔

مرکز نظام الدین دہلی کے وفد کی آمد

سالہائے گذشتہ کی طرح رواں سال بھی مرکز نظام الدین دہلی کے ایک تبلیغی وفد نے داعی الی اللہ حضرت مولانا شریف احمد بارہ بنکوی کی امارت میں جامعہ اشرف العلوم میں قدم رنجہ فرمایا جس میں مولانا مفتی محمد اسعد اللہ سلطان پوری، مولانا مفتی محمد مسلم قاسمی بستوی، مولانا مفتی علی حسن باغوں والی، مولانا عبدالعظیم ندوی ابن حضرت مولانا شاہ عبدالحلیم جون پوریؒ اور مولانا مفتی عبدالوہاب صاحبان سمیت متعدد اہل دعوت وتبلیغ شاملِ قافلہ تھے۔

دعائے مغفرت

جامعہ کے مخلص معاون جناب حکیم رفیع الدین پرنامبٹ تملناڈ کی والدہ کا طویل علالت کے بعد وصال ہوگیا ہے، استاذِ جامعہ قاری مشکور احمد صاحب کی اطلاع پر مرحومہ کیلئے ایصالِ ثواب کرکے دعائے مغفرت کی گئی ہے۔

کل تعداد طلبۂ جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ ۱۴۴۶ھ/۲۰۲۴ء

شعبۂ افتاء	8	تعداد جونیئر ہائی اسکول	79
جماعت دورۂ حدیث شریف	137	تعداد پرائمری	357
جماعت مشکوۃ شریف	115	نعمت الصالحات (گرلز) جونیئر ہائی اسکول (محلّہ غلام اولیاء)	248
جماعت مختصر المعانی	22	نعمت الصالحات (گرلز) جونیئر ہائی اسکول محلّہ کوٹلہ	162
جماعت شرح جامی	26	شاخ فیضان رشید (متصل مزار حضرت گنگوہیؒ)	55
جماعت کافیہ	32	دارالعلوم نانوتہ شاخ جامعہ اشرف العلوم رشیدی	10
جماعت میزان الصرف	42	دارالتوحید والسنۃ مقام کلیر شاخ جامعہ اشرف العلوم رشیدی	37
شعبۂ اجراء فارسی	108	**کل تعداد مقامی طلبہ**	948
شعبۂ حفظ	210	**کل تعداد طلبہ**	1683
دارالعلوم نانوتہ درجۂ حفظ	35		
کل تعداد بیرونی طلبہ	735	**کل تعداد مدرسین وملازمین**	102

جامعہ کے اہم فوری منصوبے اور خرچ کا تخمینہ

دارالطعام برائے طلبہ جامعہ ہذا۔	72,00000
جامعہ نعمت الصالحات (گرلز ہائی اسکول) کی تعمیر۔	60,00000

اپیل:

ملت کے دردمند غیور اور مخیّرین حضرات سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ وہ ادارہ کے ان تمام منصوبوں کی تکمیل کیلئے ادارہ کی تعمیرات وترقیات میں بھرپور حصہ لیکر عنداللہ ماجور وعندالناس مشکور ہوں اور ادارہ کی حفاظت وترقی کیلئے اپنی مخصوص دعائیں اور توجہات بھی مبذول فرمائیں،

جزاکم اللہ خیرافی الدارین (ادارہ)۔

جہانِ کُتب

رئیسِ جامعہ ونگرانِ اعلیٰ

حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب نقشبندی دامت برکاتہم کی

بعض اہم تصنیفات

مطبوعہ

(۱) سید المحدثین
(۲) تذکرہ اکابر گنگوہ (دو جلدیں)
(۳) تحفۂ مؤمن
(۴) فضائل سید المرسلین
(۵) فضیلتِ علم وحکمت
(۶) فوائدِ شریفیہ
(۷) تصوف کیا ہے؟
(۸) فضیلتِ تقویٰ
(۹) کیا ذکرِ جہری حرام یا مکروہ ہے؟
(۱۰) راہِ عمل (عربی)
(۱۱) راہِ عمل (اردو)
(۱۲) کتاب النکاح (عربی)
(۱۳) راہِ عمل (انگلش)
(۱۴) خیر الکلام فی مسئلۃ القیام
(۱۵) ایمان اور اسکے تقاضے
(۱۶) خطباتِ سیف اللہ (۲ جلدیں)
(۱۷) ایمان کے باغات (۳ جلدیں)
(۱۸) مکاتیب حضرت شیخ محمد زکریا صاحبؒ
(۱۹) عمامہ کی عظمت وافادیت
(۲۰) اللہ کے راستے
(۲۱) ذکر اللہ کی عظمت واہمیت
(۲۲) امت کے لئے چھ اہم اصول (مکمل ومدلل)
(۲۳) مکتوبات فقیہ الامت (حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ)
(۲۴) سیر اعلام ازبکستان (عربی)

غیر مطبوعہ

(۲۵) فضائل دعوت وتبلیغ
(۲۶) جامع ترمذی کی شرح
(۲۷) جبال علم وعمل
(۲۸) قبائح تکبر، محاسن تواضع
(۲۹) الایمان ومتطلباتہ (عربی)
(۳۰) تحفۃ المسافرین
(۳۱) قرآن کریم کی سورتوں کا خلاصہ

ناشر مکتبۂ شریفیہ گنگوہ

جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ، سہارنپور یوپی

Postal Regd. No. RNP/SHN/035/2023-25
R.N.I. No. UP.Urd/2023/69490
Date of Dispatch: 5th of every month
Vol. 06 -- Issue : 12
December-2024

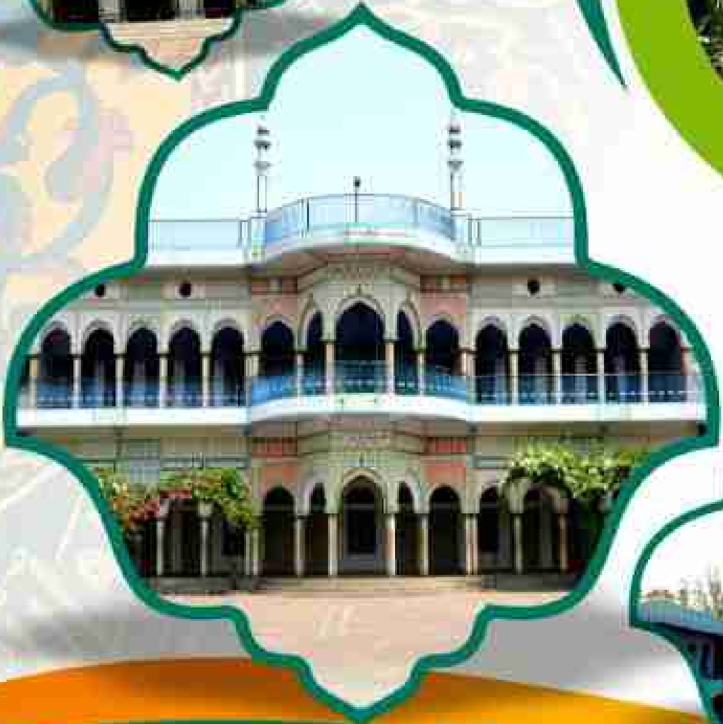

SCAN & PAY

(Urdu Monthly)

MAHNAMA SADA-E-HAQ, GANGOH

JAMIA ASHRAFUL ULOOM RASHEEDI, GANGOH
Distt. Saharanpur (U.P.) India, Pin : 247341, Mob. : 9012610084, 9457618191

Owned, Published & Printed by : MUFTI KHALID SAIFULLAH,
Published at : Jamia Ashraful Uloom Rasheedi, Gangoh, Saharanpur-247341 (U.P.) INDIA
Printed at : Rajan Printers, H.No. 26, Near Namdev School, Radha Vihar Colony
Saharanpur-247001 (U.P.) INDIA, Editor : MUFTI KHALID SAIFULLAH